عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۵ | کیم تا ۷؍رجب المرجب ۱۴۳۷ھ مطابق ۸ تا ۱۵؍اپریل ۲۰۱۶ء | شمارہ: ۱۴

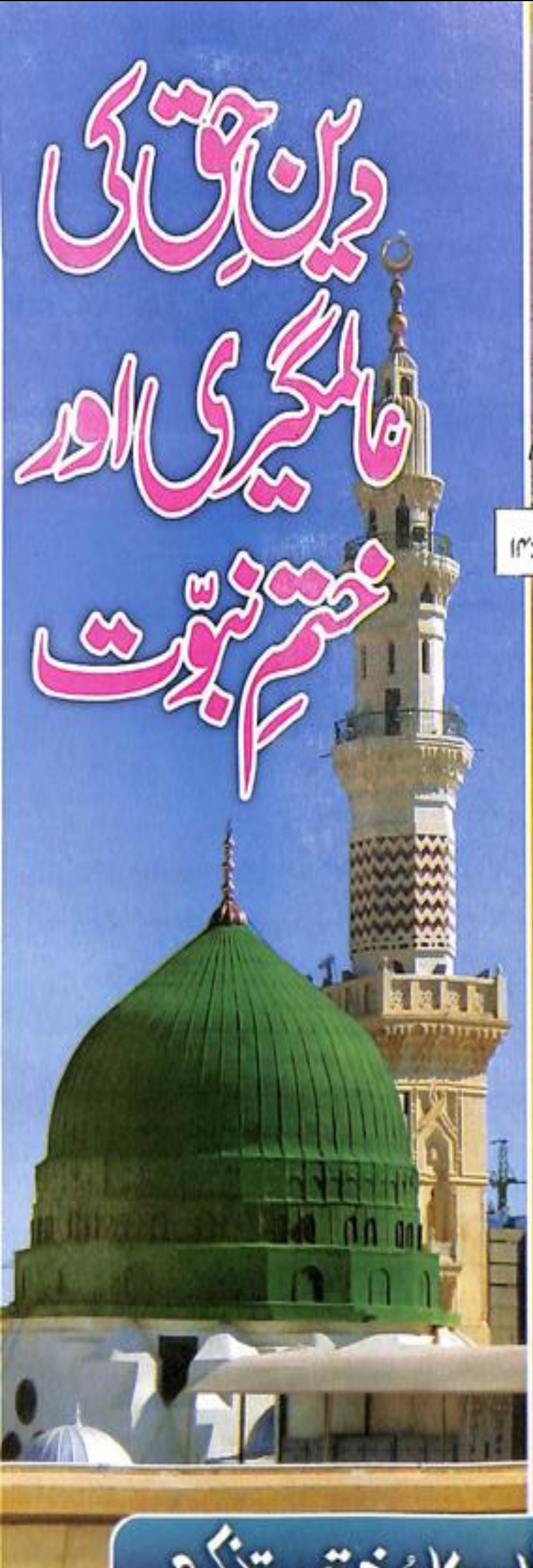

حضرت تھانویؒ اور عقیدۂ ختمِ نبوّت

علمائے کرام کی ذمہ داریاں

اکابرِ تبلیغ اور اُن سے متعلقہ کتابوں کا مختصر تذکرہ

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

قرآن کریم کی قسم کھانا

س:......کیا قرآن کریم کی قسم کھانے سے قسم ہوجائے گی اور قسم توڑنے پر کیا کفارہ ادا کرنا ہوگا؟

ج:......قرآن کریم کی قسم کھانے سے قسم منعقد ہوجاتی ہے اور اس کے توڑنے پر کفارہ قسم لازم ہوگا۔ یعنی ایک غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلانا یا دس مسکینوں کو کپڑے دینا، اگر ان میں سے کسی کی گنجائش نہ ہو تو پھر تین دن روزے رکھے۔ چنانچہ الدر المختار مع رد المحتار میں ہے:

”ولا یخفی ان الحلف بالقرآن الآن متعارف فیکون یمینا واما الحلف بکلام اللہ فید ور مع العرف، وقال العینی ان المصحف یمین لایسما فی زماننا وعند الثلاثۃ المصحف والقرآن وکلام اللہ یمین۔“ (الدر المختار مع رد المحتار ص:۷۱۲، ج:۳، کتاب الایمان)

”وکفارتہ تحریر رقبۃ او اطعام عشرۃ مساکین او کسوتھم بما یستر عامۃ البدن...ان عجز عنھا...صام ثلاثۃ ایام ولاء۔“ (الدر المختار مع رد المحتار ص:۷۲۰-۷۲۷، ج:۳)

منت کس طرح پوری کی جائے؟

س:...... ایک شخص نے منت مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو میں گائے یا بکرا ذبح کروں گا اور اس کا کام ہوگیا تو کیا اب اس کے ذمہ گائے یا بکرا ذبح کرنا ہی ضروری ہے یا اس کے بجائے اتنی رقم فقرا اور ضرورت مندوں کو بھی دے سکتا ہے؟

ج:......منت اور نذر صدقات واجبہ میں سے ہیں۔ اگر ان میں وقت، جگہ وغیرہ کی قید اور شرط نہ لگائی جائے تو پھر منت ماننے والا کو اختیار ہے کہ وہ اپنی عین منت پوری کرے یا اس کے بجائے اتنی قیمت فقرا میں تقسیم کردے، کیونکہ اس میں فقرا کا زیادہ فائدہ ہے۔

الدر المختار مع رد المحتار میں ہے:

”نذر ان یتصدق بعشرۃ دراھم من الخبز فتصدق بغیرہ جاز ان ساوی العشرۃ کتصدقہ بثمنہ۔“ (الدر المختار مع رد المحتار ص:۷۴۱، ج:۳)

”ویجوز دفع القیمۃ فی الزکاۃ عندنا وکذا فی الکفارات وصدقۃ الفطر والعشر والنذر کذا فی الھدایۃ۔“ (فتاویٰ عالمگیری ص:۱۸۱، ج:۱)

وراثت کی تقسیم

محمد عظیم خان، لیاقت آباد کراچی

س:......میرے والد مرحوم نے اپنے ترکہ میں ایک گھر چھوڑا ہے، جس کی مالیت پندرہ لاکھ روپے ہے۔ ورثا میں ایک بیوہ، دو بیٹے اور آٹھ بیٹیاں شامل ہیں۔ قرآن وسنت کی روشنی میں فیصلہ فرمادیجئے کہ ترکہ کیسے تقسیم کیا جائے؟

ج:......صورت مسؤلہ میں مرحوم کی تمام جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ کو شرعاً (۹۶) چھیانوے حصوں میں تقسیم کریں گے، جس میں سے (۱۲) بارہ حصے بیوہ کو اور (۷) سات حصے ہر ایک لڑکی کو اور (۱۴) چودہ حصے ہر ایک لڑکے کو ملیں گے اور کل رقم پندرہ لاکھ میں سے بیوہ کو (=/۱۸۷۵۰) اٹھارہ ہزار سات سو پچاس روپے، اور ہر ایک بیٹی کو (=/۱۰۹۳۷.۵۰) دس ہزار نو سو سینتیس روپے پچاس پیسہ، ہر ایک بیٹے کو (=/۲۱۸۷۵) اکیس ہزار آٹھ سو پچھتر روپے ملیں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختم نبوت

مجلس

مجلس ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۵ — یکم تا ۷رجب المرجب ۱۴۳۷ھ مطابق ۸تا ۱۵/اپریل ۲۰۱۶ء — شمارہ:۱۴

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

چناب نگر... مسجد و مدرسہ اور مکانات کی تعمیر	۴	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
دین حق کی عالمگیری اور ختم نبوت	۶	ڈاکٹر توقیر عالم فلاحی
علماء کرام کی ذمہ داریاں	۱۱	مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
دستور پاکستان اور قادیانیت....	۱۳	شکیل عثمانی
اکابر تبلیغ اور ان سے متعلق کتابوں کا مختصر تذکرہ	۱۸	مولانا سیّد محمد زین العابدین
مسئلہ سود کی چند اہم مباحث (۲)	۲۲	مولانا زاہد الراشدی
حضرت حکیم الامت اور عقیدۂ ختم نبوت	۲۴	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ڈالر یورپ، افریقہ: ۷۵ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ڈالر

فی شمارہ ۱۰روپے، ششماہی: ۲۲۵روپے، سالانہ: ۴۵۰روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سیّد شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

چناب نگر

مسجد و مدرسہ اور مکانات وغیرہ کی تعمیرات!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

اکتوبر۲۰۱۵ء میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کے موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس ہوا جس میں فیصلہ کیا گیا کہ:

۱...... جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کے نمازیان جمعہ کی تعداد زیادہ ہوتی ہے، کئی صفیں باہر صحن میں بنتی ہیں، بوجہ دھوپ یا سردی باہر صحن میں نماز پڑھنا دشوار ہوتا ہے، اس لئے آدھے صحن کے حصہ پر چھت ڈال دی جائے اور اس کی چھت کا تعلق مسجد کے برآمدہ کی پہلی چھت سے جوڑ دیا جائے تاکہ اس حصہ کے نچلے اور اوپر کے حصہ میں نمازوں کی ادائیگی ہوسکے۔ اس سے اسی صحن میں مزید دس بارہ صفوں کی گنجائش نمازیان کے لئے نکل آئے گی۔ علاوہ ازیں چھت کے نیچے صحن کے حصہ میں حفظ کی کلاسیں یا مطالعہ وتکرار کے لئے سال کے ۹ ماہ اس کو استعمال میں لایا جاسکے گا۔ نیز یہ کہ چناب نگر سالانہ ختم نبوت کورس کے موقع پر پوری کلاس ایک ساتھ اس حصہ میں تعلیم حاصل کرسکے گی اور یہ کہ سال کے ۹ ماہ تک پانچوں نمازیں یہاں ادا ہوسکیں گی اور جمعہ کے لئے نمازیوں کی دقت بھی ختم ہوجائے گی اور اس کی چھت معتدل موسم میں مدرسہ کے طلباء کی تعلیم اور رات آرام کے لئے کام آسکے گی۔

چنانچہ قریباً مسجد کے صحن کے آدھے حصہ کے تینوں اطراف کے باہر خوبصورت محرابوں کا ڈیزائن دے کر درمیان میں دو پلر کرکے چھت ڈالنے کے کام کا آغاز کیا گیا۔ اس وقت تک تینوں جانب محرابوں کا کام قریباً ہوگیا ہے۔ چھت تک یہ کام جوں ہی پہنچ گیا تو درمیان کے پلر کھڑے کرکے چھت کی تیاری شروع ہوگی۔ کوشش ہوگی کہ سالانہ ختم نبوت کورس سے قبل یہ کام مکمل ہوجائے۔ بڑے اہتمام سے کام جاری ہے۔ رفقاء دعا فرمائیں، اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے مکمل کرادیں۔ آمین!۔ اس کے مکمل ہوجانے پر صرف چھت کے نیچے بائیس صفیں بن سکیں گی۔ فالحمدللہ!

برآمدہ کے اوپر کے حصہ اور نئی چھت کے اوپر پندرہ صفیں بن سکیں گی۔ ہال کے اندر باہر چھت اور صحن، گویا پوری مسجد میں انچاس صفوں کی گنجائش ہوجائے گی۔ فالحمدللہ!

۲...... مجلس شوریٰ نے تعمیرات چناب نگر کے حوالہ سے دوسرا فیصلہ یہ فرمایا کہ مدرسہ ختم نبوت چناب نگر کے آج سے چالیس سال قبل بننے والے ابتدائی آٹھ کمرے جو گارڈر اور ٹی آر کی چھت والے تھے اور یہ کہ ان کی چنائی بھی گارے کی تھی، اگر یہ چھت دوسری منزل قبول کرسکتی ہے تو ان پر دوسری منزل تعمیر کرلی جائے اور اگر پہلی منزل کی چھت دوسری منزل کو برداشت نہیں کرسکے گی تو دومنزلہ پورا یہ بلاک تعمیر کرلیا جائے۔ چنانچہ مجلس شوریٰ کے فیصلہ کی روشنی میں فیصل آباد کے بہت سینئر اور ماہر انجینئر جناب محترم خالد صاحب نے اس حصہ تعمیر کا معائنہ کرنے کے بعد رائے دی کہ پہلی منزل کی دیواریں دوبارہ سیمنٹ سے تعمیر کرکے اس پر لینٹر ڈالا جائے اور پھر اس پر دوسری منزل اسی طرح مکمل کی جائے۔

چنانچہ دس کمرے پہلی منزل اور دس کمرے اوپر کی منزل گویا بیں کمروں کے بلاک کا نیا نقشہ بنوایا گیا۔ پہلے کمرے گرا کر ان کا سارا ملبہ ہٹایا گیا پھر تعمیر شروع ہوئی۔ پہلی چھت ڈل گئی ہے، دوسری منزل کی چھت کی شٹرنگ کا کام شروع ہے، خوبصورت نقشہ تیار ہوا ہے، اوپر نیچے برآمدہ کی خوبصورت وخوشنما محرابیں دل لبھانے والی ہیں، بڑے اہتمام سے کام جاری ہے، دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ خیر وعافیت سے تکمیل کرادیں۔ آمین۔

۳......مجلس شوریٰ نے تعمیرات چناب نگر کے حوالہ سے تیسرا یہ فیصلہ فرمایا کہ مسلم کالونی میں ایک صاحب خیر نے پانچ مرلہ کا پلاٹ مجلس کو عطیہ کیا، اس پر اساتذہ اور عملہ کے رہائشی مکانات دو منزلہ تعمیر کرنے کی اجازت دی گئی۔ الحمدللہ! اس کی دونوں منزلوں کی تعمیر مکمل ہوگئی۔ اب اس کی دوسری چھت پر پردہ، پلستر، بجلی، پانی، نکاسی، فرش اور رنگ وروغن کا کام باقی ہے۔ اس پر بھی کام جاری ہے۔ رفقاء دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ خیر کا معاملہ فرمائیں اور یہ جلد پایہ تکمیل کو پہنچے۔ آمین۔

۴......مجلس شوریٰ نے اپنے اجلاس میں تعمیرات چناب نگر کے حوالہ سے چوتھا یہ فیصلہ فرمایا کہ 33 مرلہ پر مشتمل عیدگاہ وجنازہ گاہ کا پلاٹ مدرسہ کے شرقی جانب ہے جو مجلس کے پاس ہے، اس پر بھی تعمیرات کا کام مکمل کرلیا جائے۔ چنانچہ 95x12 پر مشتمل ایک برآمدہ کی تعمیر کی گئی۔ مدرسہ کے ٹی آر اور گارڈر جو وہاں سے فارغ ہوئے ان کو اس چھت پر ڈال کر چھت ڈل گئی۔ مدرسہ کی پرانی بلڈنگ کا تمام ملبہ اس عمارت میں کام آ گیا۔ عیدگاہ وجنازہ گاہ کا ہال بھی تیار ہوکر چھت پر پہنچ گیا ہے۔ برآمدہ میں تیس سے زائد طہارت خانے اور وضوخانہ بنانا ہے۔ چاردیواری ہوگئی ہے۔ اب فلش کی سیٹوں کی تنصیب، وضوخانہ کے پائپ، بجلی، نکاسی، پلستر، صحن وغیرہ کا کام باقی ہے۔

قارئین کرام! مجلس شوریٰ نے تعمیرات کے حوالہ سے چار فیصلے کئے، چاروں پر ایک ساتھ کام شروع ہوا، جو جاری وساری ہے۔ آپ اس کی بخیر وعافیت وبسہولت تکمیل کے لئے دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھیں۔ امید ہے کہ یہ کام مکمل ہوجانے سے مزید کام کو وسعت دینے میں اور آسانی ہوجائے گی۔ اللہ رب العزت مزید برکتوں سے سرفراز فرمائیں۔ آمین!

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین

میاں رشید احمد نمبردار کا انتقال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کنری کے مخلص ساتھی میاں رشید احمد آرائیں نمبردار ۱۷؍مارچ بروز جمعرات دل کے مرض میں مبتلا ہوکر رحلت فرمائے آخرت ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم حضرت مولانا محمد عبداللہ المعروف حضرت ثانی خانقاہ سراجیہ کے خاندان سے تھے، تمام اہل خانہ کا اصلاحی تعلق حضرت خواجہ خلیل احمد مدظلہ سے ہے۔ گزشتہ سال حضرت خواجہ صاحب مدظلہ کنری تشریف لائے تو میاں صاحب ہی کے مکان میں قیام تھا۔ اسی طرح عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ ہوں، مولانا اللہ وسایا مدظلہ یا کوئی جماعتی مبلغ، میاں صاحب کا گھرانہ ان کا میزبان ہوتا۔ میاں صاحب کی اہم خوبی یہ تھی کہ بس کلمۂ خیر کہتے تھے، ان کے منہ سے کسی کا گلہ نہیں سنا۔ جمعہ ۱۸؍مارچ صبح نو بجے نماز جنازہ راقم نے پڑھائی اور پونے دس بجے تدفین عمل میں آئی۔ کنری کے تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے حضرات شریک تدفین تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میاں رشید احمد کے غم میں ان کی اولاد کے ساتھ برابر کی شریک ہے۔

مولانا قاضی احسان احمد (کراچی)، مولانا توصیف احمد (حیدرآباد) کے ہمراہ پوری جماعت کی طرف سے تعزیت کے لئے تشریف لائے۔ مولانا مختار احمد مبلغ ضلع عمرکوٹ بھی پیش پیش تھے اور راقم کا تو تعلق ہی بیس سال سے برابر تھا، کوئی خوشی ہو یا غم اس میں گھر کے افراد کی طرح شریک رہا۔ آپ نے پسماندگان میں چار بیٹیاں اور چار بیٹے چھوڑے، مولائے کریم کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ آمین۔

دین حق کی عالمگیری اور ختم نبوت

لغوی وضاحتیں، قرآن مجید کی آیات بینات، خود محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصریحات، کتب مقدسہ کی شہادتیں، اجماع صحابہ، علماء امت کے اقوال اور عقلی دلائل اس صداقت کو تشنہ توضیح نہیں چھوڑتے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں

ڈاکٹر توقیر عالم فلاحی (ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ دینیات علیگڑھ مسلم یونیورسٹی، انڈیا)

مقبول بارگاہ طریقہ زندگی اسلام کا آخری منشور قرآن مجید ہے، جو آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ نعمت غیر مترقبہ کی شکل میں انسانیت کو ملا۔ یقیناً تمام پیغمبروں پر ایمان لانا ایمان کے لازمی شرائط میں ہے لیکن تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قوم میں ہدایت وراہنمائی کے لئے بھیجے گئے اور کتب وصحائف بھی متعدد زمانوں میں متعدد انبیاء علیہم السلام ورسل کو ملے لیکن زمانے کے دست برد سے یہ نوشتے محفوظ نہ رہ سکے۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، قیامت تک کوئی اور نبی نہیں آئے گا اور آپ کو جو کتاب دی گئی ہے وہ تمام قسم کے قطع و برید، اور حذف واضافہ سے قیامت تک محفوظ رہے گی، تمام پیغمبروں، کتب مقدسہ اور صحف سماویہ پر اس طور پر ہی ایمان مطلوب ہے۔ اللہ پر ایمان حقیقی معنوں میں ایمان نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کے اسماء حسنٰی، اس کی صفات وکمالات اور اختیارات پر ایمان نہ لایا جائے۔ اسی طرح محمد عربی پر ایمان معتبر اور مستند نہیں ہوسکتا جب تک آپؐ کے خاتم النبیین ہونے پر ایمان نہ لایا جائے۔ ختم نبوت پر ایمان انسانیت کے لئے عزت وشرف اور اعزاز واکرام کا موجب ہے۔ یہ ایمان اس حقیقت کا اعلان ہے کہ انسانی سماج بلوغت کے اس مرحلے میں پہنچ چکا جس میں خدا کے پیغام کی اشاعت عام کی صلاحیت پیدا ہوجاتی ہے۔ ختم نبوت پر ایمان ایک رسمی اور خشک مذہبی عمل نہیں ہے بلکہ اس سچائی کا برملا اظہار ہے کہ انسانیت کی نجات وفلاح کا راز اس میں پنہاں ہے کہ وہ رسول اللہ پر ایمان لائے اور اس کی لائی ہوئی شریعت پر عمل پیرا ہوجائے۔ (شیخ ولی الدین محمد التبریزی: مشکوۃ المصابیح، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، ص ۳۰، کتب خانہ رشیدیہ، دہلی)

لسان العرب کے مطابق خاتم القوم قوم کا آخری فرد کہلاتا ہے، اسی طرح 'خاتم النبیین' نبیوں میں آخری نبی کو کہا جاتا ہے۔ (ابوالقاسم حسین بن محمد بن منظور: لسان العرب، الدار المصری)

امام راغب الاصفہانی کے بقول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ کا ظہور نبوت کی معراج ہے اور اب ان کی بدولت اب انبیائی بعثت مبارکہ کا باب بند ہوگیا۔ (ابوالقاسم حسین بن محمد راغب الاصفہانی: مفردات القرآن، ص ۱۴۲، مطبع المیمنی، مصر)

قرآن پاک کے ایک بڑے مفسر آلوسیؒ خاتم النبیین کی وضاحت میں رقم طراز ہیں کہ خاتم کے معنی مہر کے ہیں جس کے ذریعہ کوئی چیز محفوظ شکل میں بند کردی جاتی ہے۔ خاتم النبیین کا مطلب ہے ایسی شخصیت جس کی بعثت مبارکہ کے بعد اس سلسلۃ الذہب کا خاتمہ ہوگیا اور یہیں سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ اللہ کے بھیجے ہوئے تمام فرستادوں میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم آخری فرستادہ اور رسول ہیں۔ (ابوالفضل شہاب الدین سید محمود الآلوسی: روح المعانی، ج ۲۲، ص ۵۹، ادارۃ الطباعۃ المصطفائی، دیوبند)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انبیائی بعثت مبارکہ کی آخری کڑی ہونے کا مستند ترین ثبوت اسی نوشتہ ہدایت سے ملتا ہے جو آپؐ پر نازل کیا گیا۔ کتاب حکیم کی یہ آیت کریمہ ختم نبوت کے عقیدہ پر دلیل ناطق ہے:

"مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ." (الاحزاب: ۴۰)

ترجمہ: "لوگو! محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔"

مذکورہ آیت کریمہ میں خدائے عزوجل نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کا اعلان کیا، مزید برآں نبیوں کی آمد کے سلسلے کو ختم کرنے والا قرار دیا۔ یعنی ان کے بعد کوئی رسول اور کوئی نبی بھی نہ آئے گا۔ (مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ: تفہیم القرآن، ج ۴، ص ۱۰۳، ۲۰۰۴ء، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی)

آپ کی بعثت پر نبیوں کی آمد کا سلسلہ ختم ہوگیا اور اللہ رب العزت نے اس کا خود اعلان فرمایا۔ چنانچہ آپ آخری نبی ہیں اور آپ کی امت آخری

امت ہے۔ ختم نبوت کے عقیدہ سے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد احادیث واقوال ہیں جو احادیث کے مستند ذخیروں کی زینت ہیں۔ چند احادیث نبویہ کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔ آپؐ نے اپنی نبوت کے تعلق سے فرمایا:

”ان مثلی و مثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتا فاحسنه و اجمله لا موضع لبن من زاوی فجعل الناس یطوفون به ویعجبون له ویقولون هلا وضعت هذه اللبن، فانا اللبن وانا خاتم النبیین۔“ (ابومحمد بن اسماعیل البخاری: ج۱، کتاب المناقب، باب خاتم النبیین، ص۵۰۱)

ترجمہ: ”میری اور مجھ سے پہلے کے انبیاء علیہم السلام کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنائی اور خوب حسین وجمیل بنائی مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹی ہوئی تھی۔ لوگ اس عمارت کے گرد پھرتے اور اس پر اظہار حیرت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی، پس وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔“

اس تمثیلی انداز گفتگو سے واضح ہے کہ نبوت کی شاندار عمارت کی پہلی اینٹ ابوالانبیاء حضرت آدم علیہ السلام تھے اور سب سے آخری اینٹ محمد رسول اللہ کی ذات ہے۔ آپ ﷺ کی آمد کے بعد نبوت کی حسین عمارت کے ایک گوشے میں خالی جگہ آپ کی بعثت مبارکہ سے پوری ہوگئی، گویا نبوت کی خوبصورت عمارت تعمیر ہوچکی اب کسی بھی اینٹ کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ آپ کی نبوت آخری نبوت ہے اور قیامت تک اس چشمہ نبوت سے لوگ سیراب ہوتے رہیں گے۔

ایک موقع پر آپؐ نے تمام انبیا علیہم السلام کے مابین اپنی فضیلت سے لوگوں کو آگاہ کیا:

”فضلت علی الانبیاء علیهم السلام بست، اعطیت جوامع الکلم، ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجدا وطهوراً وارسلت الی الخلق کافة وختم بی النبیون۔“ (احمد بن حنبل: مسند احمد، ج۲، ص۴۱۲)

ترجمہ: ”مجھے چھ باتوں میں انبیاء سابقین پر فضیلت دی گئی ہے (۱) مجھے جامع اور مختصر بات کہنے کا سلیقہ عطا کیا گیا ہے، (۲) مجھے رعب کے ذریعہ سے نصرت وتائید بخشی گئی ہے، (۳) میرے لئے اموال غنائم حلال کردیے گئے ہیں، (۴) میرے لئے پوری زمین کو مسجد بھی بنایا گیا اور پاکی حاصل کرنے کا ذریعہ بھی، (۵) مجھے پوری دنیا کے لئے مبعوث کیا گیا، (۶) اور مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کردیا گیا۔“

رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا:

”ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی۔“ (ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی: جامع الترمذی)

ترجمہ: ”رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا، میرے بعد اب نہ کوئی رسول ہے اور نہ کوئی نبی۔“

سلسلہ نبوت کے ختم ہوجانے کے تعلق سے آپ ﷺ یہ بھی فرماتے ہیں:

”ایها الناس انه لم یبق من مبشرات النبوة الا الرویا الصالح یراها المسلم وتری له۔“ (ابن ماجہ القزوینی: سنن ابن ماجہ، ص۲۸۶-۲۸۷، ایم بشیر حسن اسنڈ سنز کلکتہ)

ترجمہ: ”اے لوگو! نبوت کی کوئی بشارت قیامت تک باقی نہیں رہی، ہاں سچے اور مبارک خواب مسلمان دیکھ سکتا ہے یا اس کو دکھائے جاتے ہیں۔“

انسانوں کی ہدایت کے لئے وحی الٰہی کا آخری ایڈیشن یا مستند ترین ترجمان قرآن مجید ہے جو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور جو قیامت تک من وعن برقرار رہے گا۔ اب اگر کسی کو کسی امر میں اگر کوئی اشارہ ملے گا تو زیادہ سے زیادہ اچھے خواب کی شکل میں جو بہرحال وحی الٰہی کے مساوی اور ہم پلہ نہیں ہیں۔

اللہ ورسول پر ایمان لانے والوں کے لئے یہ باعث شرف وسعادت ہے کہ وہ آخری اور اللہ رب العزت کے محبوب ترین رسول کے امتی ہیں۔ یہ بات بھی قابل فخر ہے کہ یہ امت محمد یہ آخری امت ہے اب نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ ہی کوئی امت اس کی طرف منسوب ہوگی۔ اس سلسلے میں ارشاد نبوی بہت واضح ہے:

”لا نبی بعدی ولا امة بعد امتی۔“ (البیہقی: کتاب الرؤیا)

ترجمہ: ”میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری امت کے بعد کوئی امت نہیں۔“

دنیا کی مذہبی کتب میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس شخصیت کے تذکرے ملتے ہیں۔ سامی مذاہب کے نوشتوں میں بالخصوص بائبل کے اندر اس آخری رسول محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے متعلق آج بھی تذکرے موجود ہیں۔ قبل اس کے کہ توراۃ وانجیل کی آیات محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے متعلق پیش کی جائیں، قرآن مجید کی چند آیات کریمہ ملاحظہ کریں۔ نبی امی کا تذکرہ کتب مقدسہ (تورات وانجیل) میں ہے، یہ آیت کریمہ بطور دلیل دیکھی جائے:

”اَلَّذِیۡنَ یَتَّبِعُوۡنَ الرَّسُوۡلَ النَّبِیَّ

الاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِیْلِ“ (الاعراف:۱۵۷)

ترجمہ: ”پس آج یہ رحمت ان لوگوں کا حصہ ہے) جو اس پیغمبر، نبی امی کی پیروی اختیار کریں جس کا ذکر انھیں اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا ملتا ہے۔“

تورات و انجیل میں آخری نبی کی آمد کا تذکرہ ہے اور بشارت دی گئی ہے۔ قرآن مجید اس حقیقت کو یوں بیان کرتا ہے۔ آخری نبی کی بعثت کی بابت حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل سے مخاطب ہوتے ہیں۔ کتاب اللہ کی یہ شہادت موجود ہے:

”وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ۔“ (الصف:۶)

ترجمہ: ”اور یاد کرو عیسیٰ بن مریم کی وہ بات جو اس نے کہی تھی کہ اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں، تصدیق کرنے والا ہوں اس تورات کی جو مجھ سے پہلے آئی ہوئی موجود ہے اور بشارت دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے متعلق تورات میں جو آیات آئی ہیں ان میں یہ آیات قابل ذکر ہیں: ”خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا، تم اس کی سننا میں ان کے لئے ان ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا وہی وہ ان سے کہے گا۔“ (کتاب استثناء، باب۱۸، آیات ۱۵تا۱۹)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل ہوئی۔ آپ کی تشریف آوری محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی نوید تھی۔ متعدد مقامات (مثلاً ملاحظہ فرمائیے متی باب ۲۱، آیات ۳۳تا۴۶، یوحنا، باب ۱، آیات ۱۹تا ۲۱، یوحنا، باب ۱۵، آیت ۲۶، یوحنا، باب ۱۶، آیات ۸تا ۱۵ وغیرہ) پر حضرت عیسیٰ کی بشارتیں انجیلوں میں موجود ہیں۔ ایک جگہ بنی اسرائیل کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ”میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں، لیکن مددگار یعنی روح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا، وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا۔“ (یوحنا باب ۱۴، آیات:۱۵تا۲۶)

ایک جگہ یہ بات بھی مذکور ہے: ”اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں۔“ (یوحنا، باب ۱۴، آیت:۳۰)

انجیل یوحنا کی یہ آیت بھی آخری نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر دال ہے: ”لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا۔ میں جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔“ (یوحنا، باب ۱۶، آیت:۷)

قرآن وسنت اور کتب مقدسہ میں ختم رسالت سے متعلق بیان کردہ تلقینات کے ملاحظہ کے بعد اس اہم مسئلہ پر صحابہ کرام کا اجماع بھی اہمیت کا حامل ہے۔ تمام معتبر تاریخی روایات سے یہ بات متفقہ طور پر سامنے آتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جن لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور جن لوگوں نے ان مدعیان نبوت کی تائید کی، ان کے خلاف صحابہ کرام محاذ آراء ہوئے۔ مدعیان نبوت میں مسیلمہ کذاب کے خلاف تمام صحابہ کرام نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی قیادت میں جنگی کاروائی کی۔ قرآن، کتب مقدسہ اور احادیث نبویہ کے ساتھ اجماع صحابہ کی روشنی میں ختم نبوت کا عقیدہ روز روشن کی طرح عیاں ہے تاہم امت کے ائمہ و مجتہدین اور علماء کے اقوال بھی اس سلسلے میں روشنی ڈالتے ہیں۔ ذیل میں چند معروف علماء کی تصریحات قلمبند کی جاتی ہیں جن کی روشنی میں ختم نبوت کے عقیدے کی تائید ہوتی ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے زمانے میں ایک شخص مدعی نبوت ہوا اور اپنے معاصرین و مخاطبین سے موقع طلب کیا کہ وہ اپنی علامات نبوت ان کے سامنے پیش کرے۔ اس پر امامؒ نے فرمایا کہ جو شخص اس سے نبوت کی کوئی علامت چاہے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں کہ لا نبی بعدی۔ (ابن احمد المکی: مناقب الامام الاعظم ابی حنیفہ، ج۱، ص۱۶۱، ۱۳۲۱ھ، حیدرآباد)

علامہ ابن جریر طبری مشہور و معروف تاریخ نگار اور عظیم مفسر ہیں۔ آپ نے اپنی تفسیر القرآن میں خاتم النبیین کے الفاظ پر خصوصی توجہ دی ہے۔ مراد ہے یہ ایسا شخص جس نے نبوت کو ختم کر دیا اور اس پر مہر لگادی اور تا قیامت باب نبوت اب کسی کے لئے نہیں کھلے گا۔ (ابن جریر الطبری: جامع البیان عن تاویل آی القرآن، ج۱۹، ص۱۲۱، ۲۰۱۳ء، دار عالم الکتب)

علامہ ابن حزم الاندلسی کے بقول یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ دلیل میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ وحی تو صرف نبی کی طرف ہوتی ہے اور اللہ عزوجل محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق فرما چکے ہیں کہ وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں۔ (ابن حزم الاندلسی: المحلی، ج۱، ص۲۶)

امام بغویؒ جو محی السنۃ سے ملقب ہیں، ختم نبوت کے سلسلے میں رقم فرماتے ہیں کہ اللہ نے آپؐ کے ذریعہ نبیوں کے سلسلے کو ختم کر دیا۔ پس آپ انبیاء علیہم السلام کے خاتم ہیں اور ابن عباس کا قول ہے کہ اس آیت کریمہ کے تحت یہ فیصلہ صادر فرما دیا گیا ہے کہ نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کوئی نبی نہیں ہوگا۔
(امام بغوی: معالم التنزیل، ج ۳، ص ۱۵۸)

صاحب الملل والنحل لکھتے ہیں: ''جو شخص اس بات کا قائل ہو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی آنے والا ہے تو اس کے کافر ہونے میں دو آدمیوں کے درمیان بھی کوئی اختلاف نہیں ہے۔'' (محمود بن عمر الزمخشری: الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، ج ۳، ص ۵۴۴-۵۴۵)

علامہ بیضاوی لکھتے ہیں کہ: ''آپ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سب سے آخری نبی ہیں جس نے انبیاء کی آمد کا سلسلہ ختم کر دیا اور جس کے ذریعہ انبیاء کے سلسلے پر مہر کر دی گئی۔ جہاں تک رہی بات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کی تو وہ نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک امتی کی حیثیت سے ہوگی۔'' (ابن حزم الظاہری: الفصل فی الملل والاھواء والنحل، ج ۳، ص ۲۴۹، طبع اول، ۱۳۲۰ھ)

تفسیر خازن میں خاتم النبیین کی وضاحت کے تحت علامہ بغدادی لکھتے ہیں کہ: ''اللہ نے آپ پر نبوت ختم کر دی۔ آپ کے بعد اب نہ ہی کوئی نبوت ہے اور نہ ہی اس منصب جلیل میں کسی کی شرکت روا ہے اور یہ بات خوب اللہ کے علم میں ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔'' (علاء الدین بغدادی: تفسیر خازن، ص: ۴۷۱-۴۷۲)

ابن کثیر اپنی معروف و مقبول تفسیر میں آیت: ''ما کان محمد .... الی آخر الآیۃ'' میں لکھتے ہیں کہ ''پس یہ آیت اس باب میں نص قطعی کا حکم رکھتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص بھی نبوت کا مدعی ہو وہ جھوٹا، مفتری، دجال، گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے۔'' (اسماعیل ابن کثیر: ج ۳، ص ۱۰۰، ۱۹۹۳ء، احیاء التراث العلمی)

تفسیر جلالین میں آیت کے اس ٹکڑے ''وکان اللہ بکل شیء علیماً'' کے تحت علامہ سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ''اللہ رب العزت اس بات کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو آپ کی شریعت کے ہی تابع رہیں گے۔'' (جلال الدین السیوطی: جلالین، ص ۳۵۵، ۱۳۷۶ھ کلکتہ)

صاحب الاشباہ والنظائر رقم کرتے ہیں کہ ''اگر کسی کا عقیدہ یہ نہ ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو وہ اسلام سے خارج ہے، کیونکہ یہ ان حقائق میں سے ہے جن کا جاننا اور ماننا دین کے لوازم و مقتضیات میں سے ہے۔'' (ابن نجیم: الاشباہ والنظائر، کتاب السیر، ص ۱۷۹)

عقلی دلائل:

لغت سے ثابت مفہوم، قرآن مجید کی آیات بینات، احادیث نبویہ کی تصریحات، کتب مقدسہ کے بیانات، صحابہ کرام کا اجماع اور علمائے امت کی وضاحتوں کی روشنی میں ختم نبوت کا عقیدہ واضح اور تسلیم شدہ حقیقت کی حیثیت سے منصۂ شہود پر آجاتا ہے تاہم اس عقیدہ کے ثبوت و استحکام کے لئے بعض عقلی اور منطقی دلائل بھی پیش کیے جاتے ہیں۔ فی الحقیقت نبوت کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کا اہل کوئی ایسا شخص ہو جائے جو عبادت و ریاضت میں مشہور ہو اور اعمال صالحہ کی انجام دہی کے لحاظ سے بلندی پر متمکن ہو اور نہ ہی کوئی ایسی فضیلت و برتری اور انعام و اکرام کا نام ہے جو کسی عمل کے صلے میں نوازا جائے۔ یہ ایک عظیم الشان ذمہ داری اور اعلیٰ ترین منصب ہے جس پر ہدایت عامہ کی ضرورت کے تحت اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو مامور فرماتا ہے۔ ضرورت پوری ہوجانے کے بعد کسی نبی کی ضرورت بھی ختم ہوجاتی ہے۔ ختم نبوت کے عقیدے سے متعلق چند دلائل اختصار کے ساتھ درج ذیل ہیں: (۱) اگر کسی خطہ ارض میں کوئی پیغمبر یا رسول نہیں بھیجا گیا ہو اور کسی دوسری قوم میں بھیجے گئے نبی کی دعوت بھی اس خطہ ارض کے لوگوں تک نہیں پہنچی ہو تو ضرورت متقاضی ہوتی ہے کہ وہاں کوئی نبی یا رسول بھیجا جائے۔ اس اصول کے تحت خاتم الانبیاء علیہم السلام کی بعثت سے پہلے تک نبیوں کی آمد کا سلسلہ حالات و ضروریات کے لحاظ سے جاری رہا جیسا کہ فرمایا گیا: ''لکل قوم ھاد'' (الرعد:۷) (ہر قوم کے لئے ایک راہنما ہوا ہے)۔

جہاں تک محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ کا تعلق ہے قرآن مجید متعدد مقامات (ملاحظہ فرمائیں، الانعام:۱۹، الاعراف:۱۵۸، الانبیاء: ۱۰۷، سبا:۲۸) پر اس کی صراحت کرتا ہے کہ آپؐ پوری انسانی برادری کے لئے نبی بنا کر بھیجے گئے اور نبوت کا سلسلہ آپ پر ختم ہو گیا عقلی طور پر یہ بات سمجھی جانی چاہیے کہ نبی خواہ کسی قوم میں اور جغرافیائی لحاظ سے کسی مخصوص جگہ پر آیا ہو، اگر انسانی ذہن و فکر اور وسائل و ذرائع اتنی ترقی کر گئے ہوں کہ نبی کی دعوت تمام اقوام تک پہنچ سکتی ہو اور پوری انسانی برادری اس سے فیض اٹھا سکتی ہو تو پھر کسی اور نبی کی ضرورت باقی نہیں رہتی ہے۔

محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ایسے حالات میں ہوئی تھی جب کہ ہدایت کی ضرورت شدت سے متقاضی تھی اور کوئی نوشتہ ہدایت محفوظ نہیں رہ گیا تھا، اور یہ بھی حقیقت ہے کہ آپؐ ایک ایسے دور میں تشریف لائے جب انسانی تمدن بلوغت کے لحاظ سے آخری مرحلے میں پہنچ رہا تھا اور کسی بھی پیغام کا تمام اقوام عالم میں منتقل ہونا ناممکن نہیں رہ گیا تھا۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کے بقول: ''دنیا کی تمدنی تاریخ بتا رہی ہے کہ آپ کی بعثت کے وقت سے مسلسل ایسے حالات موجود رہے ہیں کہ آپ کی دعوت سب قوموں کو پہنچ سکتی تھی اور ہر وقت پہنچ سکتی

ہے۔اس کے بعد الگ الگ قوموں میں انبیاء علیہم السلام کے آنے کی کوئی حاجت باقی نہیں رہتی۔'
(مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ: تفہیم القرآن، ج۳، ص۱۵۴)

(۲) نبی کی بعثت کی ضرورت اس وقت بھی پیش آتی ہے جب کوئی نبی آچکا ہو لیکن اس کی تعلیمات فراموش کی جاچکی ہوں یا ان کے محفوظ و مامون رکھنے کا کوئی معقول انتظام نہ ہوا ہو، جس کی بنا پر ہدایت پر عمل پیرا ہونے کے امکانات کالعدم ہوجاتے ہوں۔ قرآن مجید کی تعلیمات اس سلسلے میں واضح ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دیا گیا مستندترین ہدایت نامہ (فصلت:۴۲) محفوظ و مامون ہے اور آپ کی سیرت کو دنیائے انسانیت کے لئے نمونہ عمل (الاحزاب:۲۱) بنادیا گیا ہے۔

نزول قرآن کے زمانے سے ہی قرآن مجید کی کتابت اور اس کی حفاظت کا کام شروع ہوگیا تھا۔ خلافت صدیقی میں جنگ یمامہ میں حفاظ کی ایک قابل ذکر تعداد کی شہادت کا دلدوز واقعہ پیش آیا۔ قرآن مجید کی باضابطہ جمع و تدوین کی جانب متوجہ کیا۔ چنانچہ زید بن ثابت کی قیادت میں اس عمل خیر کو بخیر وخوبی انجام دیا گیا۔ (جمع و تدوین سے متعلق تفصیلات ملاحظہ فرمایے، محمد بن اسماعیل البخاری: الجامع الصحیح، ج۲، کتاب النبی، ص۷۴۶) آپ کی سیرت کو محفوظ رکھنے کے لئے اور آپ کی احادیث کو تاقیامت انسانوں تک پہنچانے کے لئے اسماء الرجال اور جرح و تعدیل کے فن وجود میں آئے جن کے ذریعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مستندترین تعلیمات سے فائدہ اٹھانا آسان تر ہوگیا۔

(۳) کسی نبی کی بعثت تیسری شکل میں ناگزیر اس وقت ہوتی ہے جب کہ سابق نبی یا پیغمبر کی تعلیمات مکمل اور جامع نہ ہوں یا وقت کے ابھرتے ہوئے مسائل کا احاطہ نہ کیا گیا ہو۔ قرآن مجید کی وضاحت ہے کہ آپ کی بعثت پر دین مکمل ہوا اور نعمت عظمیٰ کی تکمیل ہوئی۔ (المائدہ:۳)

انفرادی، اجتماعی، معاشرتی، سیاسی، اقتصادی، اخلاقی، مادی اور روحانی گویا تمام شعبہ ہائے زندگی میں قرآن وسنت کی تعلیمات راہنما نقوش کی حیثیت رکھتی ہیں ثابت ہوتی ہیں۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دیئے گئے ضابطہ زندگی اور آپ کی سیرت کی روشنی میں مسائل ومشکلات کی عقدہ کشائی میں کبھی تشنگی کا احساس نہیں ہوتا۔ قرآن، سنت اور اجماع کے علاوہ قیاس وہ مصدر شریعت ہے جس کے ذریعہ بعثت نبوی کے بعد اٹھنے والے اشکالات کو رفع کیا گیا، چیلنجز کے جوابات دیے گئے اور مسائل کا کافی وشافی حل پیش کرکے انسانیت کی خیر وفلاح کا کام انجام دیا گیا۔

دین اسلام ایک مکمل ضابطہ زندگی۔ اجتہاد قیامت تک پیدا ہونے والے مسائل کا جواب دیا جاتا رہے گا۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ لائی گئی شریعت میں نہ نقص ہے نہ ہی جمود، ان شاء اللہ! قیامت تک یہ شریعت جویائے حق کے لئے رحمت ثابت ہوگی۔ چنانچہ کسی نبی کی بعثت کی ضرورت تیسری شکل میں بھی باقی نہیں رہی۔

(۴) کسی نبی کی بعثت کی ضرورت کے لئے چوتھی ممکن شکل یہ ہے کہ ایک نبی کی مدد کے لئے کسی دوسرے نبی کی حاجت ہو۔ اگر کوئی مددگار نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے عالمگیر مشن کے لئے درکار ہوتا تو آپ ہی کے زمانے میں اس کی بعثت بھی ہوتی مگر ایسا نہیں ہوا اس کی ضرورت بھی نہیں تھی، تو یہ بات ثابت ہوگئی کہ کسی نبی کی ضرورت کی یہ چوتھی شکل بھی باقی نہ رہی۔

لغوی وضاحتیں، قرآن مجید کی آیات بینات، خود محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصریحات، کتب مقدسہ کی شہادتیں، اجماع صحابہ، علماء امت کے اقوال اور عقلی دلائل اس صداقت کو تشنہ توضیح نہیں چھوڑتے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ ختم نبوت کا عقیدہ انسان کو پگڈنڈیوں سے بے نیاز کرکے شاہراہ مستقیم دکھاتا ہے اور قلب انسانی کو شریعت اسلامیہ کے چشمہ صافی سے سیراب کرتا ہے۔

☆☆..................☆☆

خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروقؓ کے اقوال زریں

☆...... جو آدمی زیادہ ہنستا ہے اس کا رعب کم ہوجاتا ہے۔ ☆...... جو مذاق زیادہ کرتا ہے لوگ اسے ہلکا اور بے حیثیت سمجھتے ہیں۔ ☆...... جو باتیں زیادہ کرتا ہے اس سے لغزشیں بھی زیادہ ہوتی ہیں۔ ☆...... جس کی لغزشیں زیادہ ہوجاتی ہیں اس کی حیا کم ہوجاتی ہے۔ ☆...... جس کی حیا کم ہوجاتی ہے اس کی پرہیزگاری بھی کم ہوجاتی ہے۔ ☆...... جس کی پرہیزگاری کم ہوجاتی ہے اس کا دل مردہ ہوجاتا ہے۔ ☆...... ہر شے کا ایک حسن ہوتا ہے اور نیکی کا حسن یہ ہے کہ فوراً کی جائے۔ ☆...... رعایا حکمرانوں کے نقش قدم پر چلتی ہے۔ ☆...... جو شخص اپنا راز چھپاتا ہے وہ اپنا اختیار اپنے ہی ہاتھ میں رکھتا ہے۔ ☆...... کسی شادی شدہ فوجی کو چار مہینے سے زیادہ جنگ میں نہیں روکنا چاہئے۔ ☆...... ایمان کے بعد سب سے بڑی نعمت نیک بخت بیوی ہے۔ ☆...... خداتعالیٰ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو اس کی عظمت کا علم رکھتے ہیں۔ ☆...... کم کھانے میں صحت ہے، کم بولنے میں سمجھداری اور کم سونے میں عبادت۔ ☆...... اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک اپنا مقام معلوم کرنا چاہتے ہو تو یہ معلوم کرو کہ لوگوں کے درمیان تمہارا کیا مقام ہے۔ ☆...... لالچ سے زیادہ عقل کو برباد کرنے والی اور کوئی چیز نہیں ہے۔

علمائے کرام کی ذمہ داریاں!

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہٗ

حضرات علمائے کرام اپنے اپنے حلقے میں دین کے پیشوا اور قوم کے مقتدا ہیں۔ ان کے اس رفیع منصب کے لحاظ سے ان پر بڑی گراں قدر ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، اس لئے ہم سب کا فرض ہے کہ ان عظیم الشان ذمہ داریوں کو پوری طرح محسوس کریں اور ان سے عہدہ برآ ہونے کی تدابیر کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو امانت ہمارے سپرد کی گئی ہے' اس کے لئے ہم فکر مند ہوں اور امت کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے پر لانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

ا- جو حضرات امامت وخطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں' انہیں اس بات کی حرص ہونی چاہئے کہ ان کے وجود سے علاقے کے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ دینی نفع پہنچے اور لوگوں کا تعلق مساجد کے ساتھ قائم ہو۔ اس کے لئے مندرجہ ذیل تدابیر اختیار کی جائیں:

الف:- قرآن کریم، حدیث نبوی اور مسائل فقہیہ کا درس باقاعدگی اور التزام سے دیا جائے اور ان کے لئے مناسب وقت تجویز کیا جائے۔

ب:- جن مساجد میں قرآن کریم کے مکاتب نہیں' وہاں قائم کئے جائیں، اور جہاں مکاتب قائم ہیں' ان کی نگرانی کی جائے، ان کو فعال بنایا جائے اور ترغیب دے کر بچوں کو وہاں لایا جائے، تاکہ محلے کا ایک بھی بچہ ایسا نہ رہے جو کم از کم ناظرہ قرآن کریم پڑھنے سے محروم ہو۔ اسی طرح لوگوں کو قرآن کریم حفظ کرانے کی ترغیب دلائی جائے۔

ج:- تعلیم بالغان کا بھی اہتمام کیا جائے اور لوگوں کو قرآن کریم پڑھنے کا شوق دلایا جائے، نیز اس مقدس کام کے لئے خود وقت دیا جائے۔

د:- نوجوان طبقہ کو دین سے مانوس کرنے کی سعی کی جائے اور ان کی دینی تعلیم وتربیت کے لئے بھی وقت دیا جائے۔

ہ:- جمعہ کے خطبات کیف ما اتفق نہ ہوں، بلکہ ان کے لئے اہم دینی موضوعات کو ایک خاص ترتیب سے منتخب کیا جائے اور جس موضوع پر خطاب کرنا ہو' اس کے لئے پوری تیاری کی جائے، نیز مؤثر انداز میں موضوع کا حق ادا کیا جائے۔ خطابت میں ترغیبی پہلو کو غالب رکھا جائے اور بات ایسے جچے تلے انداز میں کی جائے جس سے نہ صرف بات ذہن نشین ہو جائے، بلکہ سامعین کی فکری وعملی اصلاح بھی ہو۔

و:- جن مساجد میں تبلیغی جماعت کے حلقے قائم ہیں' ان سے ربط وتعلق رکھا جائے، ان کی بھرپور اعانت وسرپرستی کی جائے اور نوجوانوں کو ترغیب دے کر تبلیغی جماعت سے وابستہ کرنے کی ہر ممکن سعی کی جائے۔

ز:- جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ فرق باطلہ اور قدیم وجدید ملحدانہ نظریات میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے، ہم اس کو شدت کے ساتھ محسوس بھی کرتے ہیں، لیکن یا تو اس کی اصلاح کی کوئی تدبیر نہیں کرتے یا ان کا رد ایسے انداز میں کرتے ہیں کہ بجائے لوگوں کے ذہن کو صاف کرنے کے انہیں متنفر کر دیتے ہیں۔

اس لئے بڑی ضرورت ہے کہ تمام فرق باطلہ (مثلاً قادیانیت، رفض، انکار حدیث، انکار عظمت صحابہؓ، کیپٹل ازم، کمیونزم اور لادینیت وغیرہ) پر گہری نظر رکھی جائے، ان پر لکھی گئی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے اور مثبت انداز میں قوم کے ذہن کی تعمیر کی جائے۔ تقریر میں کسی خاص فرقے یا نظریے کا نام لئے بغیر وقتاً فوقتاً باطل نظریات کی اصلاح کی جاتی رہے، مثلاً انکار حدیث کے فتنہ کی اصلاح مقصود ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات طیبات کی عظمت اس طرح اجاگر کی جائے کہ منکرین حدیث کا سحر ٹوٹ جائے۔ رفض وتشیع کی تردید منظور ہو تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے فضائل ومناقب والہانہ انداز میں بیان کئے جائیں۔ قادیانیت کی تردید مقصود ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تقاضے ذہن نشین کرائے جائیں اور استخفاف ائمہ دین کی اصلاح مقصود ہو تو حضرات ائمہ اجتہاد کی ہستیوں اور ان کے احسانات کا مؤثر انداز میں تذکرہ کیا جائے، وعلیٰ ھذا۔ اسی کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ انفرادی نجی محفلوں میں بھی فرق باطلہ کا رد کیا جاتا رہے، خصوصاً اگر کوئی شخص کسی غلط نظریے سے متأثر ہوتا نظر آئے تو بہت حکمت ودانائی اور نرمی وشفقت سے اس کو صحیح بات کی تلقین کی جائے اور اس کی غلط فہمی کی اصلاح کی جائے۔

ح:- خطبات کے دوران نیز نجی محفلوں میں

صحابہ کرام اور بزرگانِ دین' خصوصاً اپنے اکابر دیوبند کے حالات وواقعات اور ملفوظات وارشادات بیان کرنے کا اہتمام کیا جائے۔ حکایات وواقعات سے اکابر سے عقیدت پیدا ہوگی اور یہی تمام بدعات اور سارے فتنوں کا تریاق ہے۔

۲- جو حضرات تجارت یا کاروبار کی لائن سے وابستہ ہیں وہ اس کو صرف اپنا ذریعۂ معاش نہ سمجھیں، بلکہ اُسے ذریعۂ تبلیغ اور مرکزِ دعوت تصور کریں اور اس کے لئے مندرجہ ذیل تدابیر ہوسکتی ہیں:

الف:- بیع وشراء اور کاروبار سے متعلقہ احکام شرعی کو خوب محفوظ کیا جائے اور ان پر عمل کیا جائے۔

ب:- جو گاہک دکان پر آئے یا جس شخص سے معاملہ کرنا پڑے' باتوں باتوں میں اس کو احکام شرعیہ کی یاددہانی کی جاتی رہے۔

ج:- اس امر کی کوشش کی جائے کہ آس پڑوس کے دکانداروں کے ساتھ کچھ دینی باتیں ہوجایا کریں اور اس کے لئے کچھ لمحات تجویز کر لئے جائیں۔

د:- بازار میں حق تعالیٰ سے غفلت چونکہ عام ہوتی ہے' اس لئے وہاں ذکر اللہ کی قیمت بہت بڑھ جاتی ہے، لہٰذا کوشش ہونی چاہئے کہ کوئی ہلکا پھلکا ذکر، تسبیح، درود شریف وغیرہ زبان پر جاری رہے اور اس کی عادت بنالی جائے۔

ہ:- کاروبار میں عام طور سے نمازوں سے غفلت ہوجاتی ہے، اس لئے اس کا ضروری اہتمام کیا جائے کہ اذان ہوتے ہی قریب کی مسجد میں نماز باجماعت ادا ہو۔

و:- حضرات صحابہ کرام، بزرگانِ دین اور اپنے اکابر کے واقعات وحالات کا مطالعہ اور مذاکرہ رکھا جائے۔

۳- جو حضرات جدید تعلیم گاہوں میں تعلیم وتدریس کی خدمات انجام دے رہے ہیں' ان کو حق تعالیٰ نے دینی دعوت کا ایک اہم اور وسیع میدان عطا فرمایا ہے، وہ اپنے عالمانہ وقار اور مومنانہ کردار کے ذریعے دین کی بڑی خدمت انجام دے سکتے ہیں۔

الف:- آج کل تعلیمی اداروں کا ماحول غیر دینی ہے، ہمارے علمائے کرام جب اس غیر دینی ماحول میں قدم رکھتے ہیں تو ماحول کو متاثر کرنے کے بجائے بسا اوقات خود ماحول سے متاثر ہوکر احساس کمتری کا شکار ہوجاتے ہیں اور وہ ماحول ان کے علمی ودینی افادات سے محروم ہوجاتا ہے، ان حضرات کو ماحول سے مرعوب نہیں ہوجانا چاہئے، بلکہ یہ تصور کرنا چاہئے کہ حق تعالیٰ شانہ نے انہیں دین کی دولت اور سنت نبوی علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام کی عظیم الشان نعمت سے نواز کر اس بگڑے ہوئے ماحول کے لئے مسیحا بنا کر یہاں بھیجا ہے اور جو دولت ان کے سینے میں حق تعالیٰ نے ودیعت رکھی ہے' وہی اس ماحول کے لئے تریاق ہے، اس لئے انہیں خود اس ماحول کے مطابق نہیں ڈھلنا ہے، بلکہ اس ماحول کو سنت نبوی علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام کے مطابق ڈھالنا ہے۔

ب:- وہ اپنے رفقائے کار (اساتذہ) کو دین کی ترغیب دیں، اپنی تعلیم گاہ میں دینی شعائر کی سربلندی کے لئے تدابیر سوچیں اور اس کے لئے مناسب انداز میں مشورے دیں۔

ج:- جو طلبہ ان کے ہاں زیر تعلیم ہوں' ان میں دینی رنگ پیدا کرنے کی کوشش کریں، انہیں قرآن وحدیث کی ہدایات سے آگاہ کریں، بزرگانِ دین کے واقعات سنائیں، انہیں نیکی کی ترغیب دلائیں، اخلاق حسنہ کی تلقین کریں اور دینی فرائض کی پابندی کا شوق دلائیں۔

د:- نوجوان طلبہ کو ''تبلیغی جماعت'' میں وقت دینے کی ترغیب دیں اور انہیں جماعت سے وابستہ کرنے کی کوشش کریں۔

الغرض حضرات علمائے کرام جس شعبہ میں بھی کام کررہے ہوں' اپنے آپ کو دین کا مبلغ تصور کریں اور مخلوق کو زیادہ سے زیادہ دینی نفع پہنچانے کی فکر و اہتمام کریں۔

۴- دوسروں کی فکر کے ساتھ ساتھ خود اپنی تکمیل کی فکر اور اپنے علم اور جذبۂ عمل کو تازہ رکھنا بھی نہایت ضروری ہے اور اس کے لئے مندرجہ ذیل تدابیر کی جائیں:

الف:- علمی ترقی کے لئے قرآن کریم، حدیث نبوی اور فقہ و فتاویٰ کا مطالعہ جاری رہنا چاہئے۔

۱- تفسیر میں ''بیان القرآن''، ''فوائد عثمانی'' اور ''معارف القرآن''...!

۲- حدیث میں ''مشکوٰۃ شریف''، ''ریاض الصالحین''، ''جمع الفوائد''، ''ترجمان السنۃ''، ''معارف الحدیث'' اور ''حیاۃ الصحابہ''...!

۳- فقہ میں ''بہشتی زیور''، ''عمدۃ الفقہ''، ''امداد الفتاویٰ'' اور ''فتاویٰ دارالعلوم دیوبند''...!

۴- بزرگوں کے حالات وسوانح میں ''نقش حیات''، ''اشرف السوانح''، ''علمائے ہند کا شاندار ماضی''، ''ارواح ثلاثہ''، ''تذکرۃ الرشید''، ''تاریخ دعوت وعزیمت'' اور اس نوعیت کی دیگر کتابیں...!

ب:- عملی ترقی کے لئے حضرت تھانوی قدس سرہٗ کے مواعظ وملفوظات کا مطالعہ کیا جائے۔

ج:- حضرات علمائے کرام کا شمار چونکہ خواص امت میں ہوتا ہے اور ان کی ترقی وتنزل سے پوری امت متاثر ہوتی ہے، اس لئے اپنی اصلاح وتربیت کے لئے ہر عالم کا کسی متبع سنت شیخ کامل سے وابستہ ہونا ناگزیر ہے اور حضرات علمائے کرام کو اس کا ضرور اہتمام کرنا چاہئے۔ ☆☆☆

دستورِ پاکستان اور قادیانیت

غامدی صاحب کا جوابی بیانیہ

شکیل عثمانی

حال ہی میں وطنِ عزیز کے ممتاز دانشور جناب جاوید احمد غامدی کا ایک مضمون ''اسلامی ریاست: ایک جوابی بیانیہ'' ان کے ماہنامہ ''اشراق'' لاہور اور چند دوسرے رسائل اور جرائد میں شائع ہوا ہے۔ موضوع کی اہمیت اور اپنے سنجیدہ اور علمی اندازِ بیان کے سبب یہ مضمون گہرے غور وفکر کا متقاضی ہے، اس لئے بھی کہ یہ ملک میں جاری اسلام اور سیکولرزم کی اُس کشمکش کی عکاسی کرتا ہے' جس کے دوررس نتائج ہوں گے۔ ذیل کی سطور میں مضمون کے صرف چند نکات کا اختصار سے جائزہ لیا جاتا ہے۔

اس مضمون کا اہم ترین نکتہ یہ ہے کہ ''ریاست کا کوئی مذہب یا دین نہیں ہوتا۔'' ماضی میں بھی اس موضوع پر بحث ہوتی رہی ہے جس میں ''جوابی بیانیے'' کے مصنف کا نقطۂ نظر وہی رہا ہے جو پاکستان کے راسخ العقیدہ اسلامی مفکرین کا ہے۔ حوالے کے لئے ملاحظہ فرمایئے، ماہنامہ اشراق ستمبر ۱۹۸۸ء میں غامدی صاحب کا مضمون جو سابق صدر ضیاء الحق کی وفات کے تناظر میں لکھا گیا۔ قارئین کی سہولت کے لئے مضمون کا متعلقہ حصہ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ (خط کشیدہ جملے خصوصی توجہ کے مستحق ہیں):

''صدر جنرل محمد ضیاء الحق بھی دنیا سے رخصت ہوگئے۔ ان کی وفات ہماری تاریخ کا ایک ناقابلِ فراموش سانحہ ہے۔ نفاذِ دین کے لئے جو حکمتِ عملی انہوں نے اپنے دورِ اقتدار میں اختیار کیے رکھی، مجھے اگرچہ اس سے سخت اختلاف تھا لیکن ابھی پچھلے ماہ میں نے جب ''شریعت آرڈیننس'' کے نفاذ کے بعد ان کی حکمتِ عملی پر تنقید لکھی تو اس میں یہ بھی لکھا:

''مجھے اس بات کا اعتراف کرنا چاہیے کہ وہ بہرحال اس ملک کی تاریخ میں پہلے سربراہِ مملکت ہیں جنھوں نے اسلام کے ساتھ اپنے تعلق کو بغیر کسی معذرت کے پورے اعتماد کے ساتھ ظاہر کیا۔ اسے برملا اس مملکت کی اساس قرار دیا۔ اس کے بارے میں صاف صاف کہا کہ وہ جس طرح ہماری انفرادی زندگی کا دین ہے، اسی طرح ہماری ریاست کا بھی دین ہے۔ اپنی سربراہی کے پہلے دن سے اس کے نفاذ کے لئے کوشاں ہوئے۔ علماء اور اہلِ دین کے ساتھ بہت عقیدت مندانہ رویہ اختیار کیا۔ ہر قومی اور بین الاقوامی پلیٹ فارم پر، جہاں انہیں موقع ملا، وہ قرآن کی آیات پڑھتے اور اسلام پر اپنے غیر متزلزل یقین کا اظہار کرتے نظر آئے، اور اس ملک میں جہاں اکثر اربابِ سیاست اب بھی اس حماقت میں مبتلا ہیں کہ مذہب انسان کا انفرادی معاملہ ہے اور ریاست کے معاملات سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہونا چاہیے، وہ ہر جگہ اور ہر موقع پر اس تصور کی بیخ کنی کرتے رہے۔

صدر صاحب کی وفات کے بعد اب اس ملک کے در و دیوار ان حقائق کا اعتراف کر رہے ہیں۔''

(ص:۶)

خط کشیدہ جملوں میں موصوف نے صدر ضیاء الحق کے ان الفاظ کا حوالہ دیا ہے کہ اسلام جس طرح ہماری انفرادی زندگی کا دین ہے اسی طرح ہماری ریاست کا بھی دین ہے اور یہ حوالہ دیتے ہوئے انہوں نے صدر ضیاء الحق کے نقطۂ نظر سے کسی اختلاف کا اظہار نہیں کیا بلکہ کہا کہ ملک کے جو اربابِ سیاست یہ کہتے ہیں کہ مذہب انسان کا انفرادی معاملہ ہے اور ریاست کے معاملات سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہونا چاہیے' وہ حماقت میں مبتلا ہیں۔ اب ''جوابی بیانیے'' میں موصوف کا یہ کہنا کہ ریاست کا کوئی دین نہیں ہوتا۔ یہ ان کے نقطۂ نظر میں ایک بڑی تبدیلی ہے اور جب تک وہ نہیں بتاتے کہ اس تبدیلی کی وجوہات یا محرکات کیا ہیں اور یہ 'جدید وحی' کب اور کیوں نازل ہوئی' بحث کو آگے بڑھانا مفید نہیں ہوگا۔ کیوں سے ہماری مراد سبب (Cause) ہے۔ ہم ان کے جواب کے منتظر رہیں گے۔ ویسے ہمیں صرف ایک فیصد امید ہے کہ وہ اپنے ان تجربات اور مشاہدات کو بیان کریں گے جو اس تبدیلی کے محرک ہوئے کیونکہ ''اشراق'' کے مذکورہ مضمون کی وضاحت کرتے ہوئے ان کی یادداشت کی ''ایک اور'' کمزوری واضح ہوجائے گی۔ یہاں یہ عرض کرنا نامناسب نہ ہوگا کہ یہ نقطۂ نظر میں محض تبدیلی نہیں بلکہ یوٹرن (U-turn) ہے جس کے بارے میں یہی کہا جاسکتا ہے:

''جو لکھا پڑھا تھا نیاز نے سو وہ صاف دل

سے بھلادیا۔“

جناب جاوید احمد غامدی ”جوابی بیانیے“ میں لکھتے ہیں کہ خلافت کوئی دینی اصطلاح نہیں ہے۔

خلافت دینی اصطلاح ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں ہم جاوید احمد غامدی صاحب کے جلیل القدر استاذ امام امین احسن اصلاحی اور اُن (غامدی صاحب) کے استاذ الاستاذ امام حمید الدین فراہی کی تحریریں پیش کرتے ہیں۔ ان علماء کا انتخاب ہم نے اس لئے کیا کہ خود غامدی صاحب لکھتے ہیں:

”حالی غالب کے شاگرد تھے۔ ان کے مرثیے کا اختتام انہوں نے جن شعروں پر کیا ہے، انہیں لوگوں نے اُس زمانے میں حالی کے حسن عقیدت پر محمول کیا ہوگا، لیکن وقت نے ثابت کردیا کہ غالب وہی تھا جسے حالی کی آنکھوں نے دیکھا۔ میں نے بھی بہت سے عالم دیکھے، بہتوں کو پڑھا اور بہتوں کو سنا ہے، لیکن امین احسن اور ان کے استاذ حمید الدین فراہی کا معاملہ وہی ہے کہ:

غالب نکتہ داں سے کیا نسبت
خاک کو آسماں سے کیا نسبت

(مقامات، طبع دوم ص:۱۳۰،۱۳۱)

مولانا امین احسن اصلاحی سورہ آل عمران کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَأُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○“ (آل عمران:۱۰۴،۱۰۵)

ترجمہ: ”اور چاہئے کہ تم میں سے ایک گروہ ایسا ہو جو نیکی کی دعوت دے، معروف کا حکم کرے اور منکر سے روکے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں اور ان لوگوں کی طرح نہ ہوجانا جو پراگندہ ہوگئے اور جنہوں نے اختلاف کیا بعد اس کے کہ ان کے پاس واضح ہدایات آچکی تھیں اور وہی ہیں جن کے لئے بڑا عذاب ہے۔

”خلافت“ کے قیام کا بنیادی مقصد:

یہ امت کو اس اہتمام وانتظام کی ہدایت فرمائی گئی ہے جو اعتصام بحبل اللہ پر قائم رہنے اور لوگوں کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ اس مقصد کے لئے یہ ہدایت ہوئی کہ مسلمان اپنے اندر سے ایک گروہ کو اس کام پر مقرر کریں کہ وہ لوگوں کو نیکی اور بھلائی کی دعوت دے، معروف کا حکم کرے اور منکر سے روکے۔ معروف ومنکر سے مراد شریعت اور سوسائٹی دونوں کے معروفات ومنکرات ہیں اور ان کے لئے امر ونہی کے جو الفاظ استعمال ہوئے ان کا غالب قرینہ یہی ہے کہ یہ کام مجرد وعظ وتلقین ہی سے نہیں انجام دینا ہے، بلکہ اختیار اور قوت سے اس کو نافذ کرنا ہے جو بغیر اس کے ممکن نہیں کہ یہ گروہ امت کی طرف سے سیاسی اقتدار و اختیار کا حامل ہو۔ اگر تنہا دعوت وتبلیغ ہی سے یہ کام لینا مدنظر ہوتا تو اس مطلب کو ادا کرنے کے لئے یدعون الی الخیر کے الفاظ کافی تھے یامرون بالمعروف کی ضرورت نہیں تھی۔ ہمارے نزدیک اس آیت سے اس امت کے اندر خلافت کے قیام کا واجب ہونا ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ اسی حکم کی تعمیل میں مسلمانوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد پہلا کام جو کیا وہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا قیام تھا۔

(تدبر قرآن، جلد دوم، ص:۱۵۴/۱۵۵، فاران فاؤنڈیشن لاہور)

مولانا امین احسن اصلاحی اپنی ایک اور تالیف میں لکھتے ہیں:

”ریاست کا اسلامی تصور اس اصطلاح کے اندر چھپا ہوا ہے جو اسلام نے ریاست کی تعبیر کے لئے اختیار کی ہے۔ اسلامی لٹریچر پر نگاہ رکھنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ اسلام نے اپنے اصولوں پر قائم شدہ سیاسی تنظیم کے لئے ریاست، سلطنت یا حکومت کی اصطلاحیں نہیں اختیار کی ہیں بلکہ خلافت یا امارت یا امامت کی اصطلاحیں اختیار کی ہیں۔“ (اسلامی ریاست، ص:۸، شائع کردہ مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور)

غامدی صاحب اگر اس کتاب کے شروع کے صرف پندرہ صفحات ہی پڑھ لیں تو وہ ان کے لئے چشم کشا ثابت ہوں گے اور خلافت کے دینی اصطلاح ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں ان کی غلط فہمیاں دور ہوجائیں گی۔

مولانا حمید الدین فراہی نے سورۃ والعصر کی تفسیر میں ایک عنوان قائم کیا ہے: ”لفظ وتواصوا سے خلافت کا وجوب“۔ اس سورۃ کی تفسیر کرتے ہوئے مولانا نے سورۂ آل عمران کی حسب ذیل آیت کا حوالہ دیا ہے:

”كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ“ (آل عمران:۱۱۰)

ترجمہ: ”تم بہترین امت ہو جو لوگوں کی ہدایت کے لئے اٹھائے گئے ہو۔ تم نیکی کا حکم دو گے، برائی سے روکو گے، اللہ پر ایمان لاؤ گے۔“

مولانا لکھتے ہیں: ”اس آیت سے معلوم ہوا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اس امت کے اہم فرائض میں سے ہے، چنانچہ اس کے متعلق دوسری آیات بھی وارد ہیں۔ لیکن یہ امر واضح ہے کہ اس کی اصلی ذمہ داری جیسا کہ ولتکن منکم امۃ سے متبادر ہوتا ہے، امت کے لیڈروں پر ہے۔ البتہ تو اسی ایک فرض عام ہے جس میں تمام مسلمان برابر کے شریک ہیں۔

اس سے معاملے کی اصل حقیقت سامنے آتی ہے کہ مسلمانوں کو اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ عمل صالح کریں، پھر ادائے حقوق کے معاملے میں ایک دوسرے کی مدد کریں، اور چونکہ ادائے حقوق بغیر خلافت وسیاست کے ناممکن ہے، اس لئے ضروری ہے کہ خلافت قائم کریں۔" (مجموعہ تفاسیر فراہی، ص:۳۴۳،۳۴۴، فاران فاؤنڈیشن، لاہور)

اب ہم "جوابی بیانیے" کے نکتہ نمبر ۴ پر اپنے معروضات پیش کرتے ہیں۔ غامدی صاحب لکھتے ہیں:

"دنیا میں جو لوگ مسلمان ہیں اور اپنے مسلمان ہونے کا اقرار بلکہ اس پر اصرار کرتے ہیں، مگر کوئی ایسا عقیدہ یا عمل اختیار کر لیتے ہیں جسے کوئی عالم یا علما یا دوسرے تمام مسلمان صحیح نہیں سمجھتے، ان کے اس عقیدے یا عمل کو غلط قرار دیا جاسکتا ہے، اسے ضلالت اور گمراہی بھی کہا جاسکتا ہے، لیکن اس کے حاملین چونکہ قرآن وحدیث ہی سے استدلال کر رہے ہوتے ہیں، اس لئے انہیں غیر مسلم یا کافر قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اس طرح کے عقائد واعمال کے بارے میں خدا کا فیصلہ کیا ہے، اس کے لئے قیامت کا انتظار کرنا چاہئے۔ دنیا میں ان کے حاملین اپنے اقرار کے مطابق مسلمان ہیں، مسلمان سمجھے جائیں گے، اور ان کے ساتھ تمام معاملات اسی طرح ہوں گے جس طرح مسلمانوں کی جماعت کے ایک فرد کے ساتھ کیے جاتے ہیں۔"

(ماہنامہ اشراق فروری ۲۰۱۵ء، ص:۲۲)

غامدی صاحب کے اس کلیے کے مطابق جناب غلام احمد پرویز اور ان کے متبعین اور مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے متبعین (جنہیں احمدی یا قادیانی کہا جاتا ہے) کو غیر مسلم یا کافر قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ یہ دونوں گروہ اپنے مسلمان ہونے پر اصرار کرتے ہیں اور قرآن اور حدیث ہی سے استدلال کرتے ہیں۔ اگرچہ جناب غلام احمد پرویز کو منکر حدیث اور منکر سنت کہا جاتا ہے لیکن وہ بھی اپنے نقطۂ نظر کی تائید میں بعض احادیث پیش کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ ایسا کرتے ہوئے وہ ان احادیث کو سیاق وسباق سے الگ کر دیتے ہیں۔ مثلاً درج ذیل حدیث:

"عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ، ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: لا تکتبو عنی، ومن کتب عنی غیر القرآن فلیمحہ، وحدثوا عنی، ولا حرج." (صحیح مسلم)

ترجمہ: "حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے کچھ نہ لکھو، اور جس نے مجھ سے قرآن کے سوا کچھ اور لکھا تو اس کو چاہئے کہ وہ اسے مٹا دے۔ اور مجھ سے روایت کرو، کہ ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔"

صحیح مسلم کا حوالہ دیتے وقت وہ صرف شروع کا حصہ یعنی "ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے کچھ نہ لکھو اور جس نے مجھ سے قرآن کے سوا کچھ اور لکھا تو اس کو چاہئے کہ اسے مٹا دے" بیان کرتے ہیں اور بقیہ حصہ "اور مجھ سے روایت کرو کہ ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں" چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ اور اس طرح کی دوسری احادیث کا محل کیا ہے؟ اس سلسلے میں قارئین علما کی وہ کتابیں ملاحظہ فرمائیں جن میں حجیتِ حدیث سے بحث کی گئی ہے۔ بہرحال مندرجہ بالا حدیث کی جامع اور مختصر توضیح امام نووی نے اپنی شرح مسلم میں کی ہے۔

پرویز صاحب کے عقائد اور افکار کے بارے میں غامدی صاحب کے کلیے یا "جوابی بیانیے" کے نکتہ نمبر ۴ کا اطلاق ان کے رفقا کس طرح کرتے ہیں اس سلسلے میں ماہنامہ اشراق، اکتوبر ۲۰۰۸ء کا حوالہ پیش کیا جاتا ہے۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ غامدی صاحب کے ادارے "المورد" کے رکن محمد رفیع مفتی کے بقول ادارے کے اسکالرز خطوط اور ای میلز کے ذریعے موصول شدہ دینی موضوعات پر جن سوالوں کے جواب دیتے ہیں ان میں منتخب سوالات وجوابات کو افادۂ عام کے لئے یسئلون کے عنوان کے تحت "اشراق" میں شائع کیا جاتا ہے۔ اب "قرآن فہمی کے متعلق اختلاف رائے" کے زیر عنوان مندرجہ ذیل سوال اور اس کا جواب ملاحظہ فرمائیے:

سوال: جاوید احمد صاحب غامدی علامہ پرویز صاحب کی قرآن فہمی سے کس حد تک متفق ہیں؟ علمائے کرام نے پرویز صاحب پر کفر کے بہت فتوے لگائے، غامدی صاحب کی پرویز صاحب کے بارے میں کیا رائے ہے، کیا وہ صحیح تھے یا غلط؟ (صفدر اقبال)

جواب: معاملہ یہ ہے کہ غامدی صاحب اور پرویز صاحب کی قرآن فہمی میں کوئی اتفاق نہیں ہے۔ ان دونوں حضرات کے قرآن فہمی کے اصولوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ غامدی صاحب نے اپنے قرآن فہمی کے اصولوں کو اپنی کتاب "اصول ومبادی" میں "مبادی تدبر قرآن" کے عنوان کے تحت تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے، انہیں آپ وہاں دیکھ سکتے ہیں، اور پرویز صاحب نے اپنی تفسیر "مفہوم القرآن" کی ابتدا میں اپنے اصولوں کو بیان کیا ہے۔ ان دونوں حضرات کے اصولوں میں پائے جانے والے ایک بنیادی فرق کو میں یہاں بیان کر دیتا ہوں۔

غامدی صاحب کے نزدیک قرآن فہمی کے لئے ضروری ہے کہ قرآن کے الفاظ کے وہی معنی لئے جائیں جو نزولِ قرآن کے زمانے میں عربوں میں مستعمل تھے۔ جبکہ پرویز صاحب کے نزدیک کسی لفظ

کے معنی اس کے مادے (Root) سے طے کیے جائیں گے۔

تفصیل کے لئے آپ ان دونوں حضرات کی قرآن فہمی سے متعلق کتب کا مطالعہ کرسکتے ہیں۔

ہمارے نزدیک کسی پر کفر کا فتویٰ لگانا درست نہیں۔ ہم دوسرے کی آرا سے اختلاف کرسکتے ہیں، ان کے خیالات کو غلط قرار دے سکتے ہیں، لیکن کسی کو کافر کہنے کا حق ہمیں حاصل نہیں۔ ہمارے نزدیک دین کے معاملے میں پرویز صاحب کی کئی آرا یکسر غلط تھیں۔(اشراق، اکتوبر ۲۰۰۸ء، ص:۶۷)

جواب کی آخری تین سطور خصوصی توجہ کی مستحق ہیں جن میں کہا گیا ہے: "ہمارے نزدیک کسی پر کفر کا فتویٰ لگانا درست نہیں۔ ہم دوسرے کی آرا سے اختلاف کرسکتے ہیں، اس کے خیالات کو غلط قرار دے سکتے ہیں، لیکن کسی کو کافر کہنے کا حق ہمیں حاصل نہیں۔"

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں مسئلہ تکفیر اور پرویز صاحب کی تکفیر کے فتوے کے بارے میں امام امین احسن اصلاحی کے نقطہ نظر سے بھی آگاہی حاصل کی جائے۔ قارئین کو یاد ہوگا کہ ۱۹۶۰ء کی دہائی کے اوائل میں پاکستان کے تقریباً ایک ہزار علمانے جناب غلام احمد پرویز کو اُن کے عقائد کی بنا پر کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا تھا۔ ان علما کا تعلق دیوبندی، بریلوی، اہلِ حدیث اور شیعہ مکاتبِ فکر سے تھا۔ فتوے کی اشاعت کے بعد مولانا امین احسن اصلاحی کو پرویز صاحب کے ایک سرگرم حامی کی طرف سے ایک خط موصول ہوا جس میں بقول مولانا پہلے تو اُن علما پر بڑی لے دے کی گئی تھی جنھوں نے پرویز صاحب پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا، پھر مولانا سے پُرزور مطالبہ کیا گیا تھا کہ وہ پوری ایمان داری کے ساتھ اس فتوے پر اپنی رائے ظاہر کریں۔ اس خط کے علاوہ مولانا کو "کافر گری" کے عنوان سے خود پرویز صاحب کی طرف سے بھی ایک پمفلٹ موصول ہوا۔

اس تناظر میں مولانا اصلاحی ماہنامہ "میثاق" لاہور (مئی ۱۹۶۲ء) کے اداریے میں لکھتے ہیں:

"(پرویز صاحب اور ان کے حامی) یہ موقف اختیار نہ کریں کہ علما کو کسی پر کفر کا فتویٰ لگانے کا حق نہیں ہے۔ اس امر میں تو کوئی شبہ نہیں کہ اسلامی نظام میں کسی کے کفر وارتداد پر اس کو سزا دینا حکومت کا کام ہے، لیکن یہ بتانا کہ کیا چیز کفر ہے اور کیا چیز اسلام ہے، ہر حال میں علما ہی کی ذمہ داری ہے۔ یہ ذمہ داری ان پر اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ڈالی گئی ہے۔ اگر وہ اس کو ادا نہ کریں گے تو اس کے لئے وہ عنداللہ ذمہ دار ٹھہریں گے۔ یہ ذمہ داری یوں تو ان پر ہمیشہ رہی ہے اور ہمیشہ رہے گی، لیکن خاص طور پر اس زمانے میں تو اس کے تنہا حامل وہی ہیں، اس لئے کہ اس دور میں مسلمان حکومتوں کو لوگوں کے کفر و ایمان کے معاملے سے کوئی تعلق باقی ہی نہیں رہ گیا ہے۔ وہ یا تو سیکولرزم کے پردے میں غیر جانبدار بن کر بیٹھ گئی ہیں یا پھر مغربیت کے زیرِ اثر آزادی و بے قیدی کی سرپرستی کررہی ہیں۔ ایسی صورت میں اگر علما بھی لوگوں کی ہدایت وضلالت کے معاملے سے بالکل بے تعلق ہوکر بیٹھ جائیں تو اس کا نتیجہ اس کے سوا اور کیا نکلے گا کہ نبی اُمی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت شیطان اور اس کی ذریات کی صرف ایک چراگاہ بن کر رہ جائے۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ اس فتوے کے جواب میں تاویل بازی اور مغالطہ انگیزی کی جو روش اختیار کی گئی ہے یہ بالکل غلط ہے۔ علمانے جو فتویٰ دیا ہے وہ پرویز صاحب کی کسی مبہم عبارت یا کسی معلق تحریر یا مجمل قول پر مبنی نہیں ہے کہ اس کی توضیح وتشریح کی ضرورت پیش آئے۔ یہ فتویٰ پرویز صاحب کے ایسے عقائد ونظریات پر مبنی ہے جن کو وہ ایک مدت دراز سے بیان کررہے ہیں۔

پرویز صاحب نے مختلف گروہوں کے علما کے ایک دوسرے کے خلاف فتووں کا جو ریکارڈ شائع کیا ہے، یہ بھی ان کے حق میں کچھ سودمند نہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ مختلف مسلکوں کے غالی مولویوں نے گروہی تعصبات ونزاعات کے جوش میں ایک دوسرے کے خلاف فتوے دے ڈالے ہیں، لیکن اس سے اُس فتوے کی اہمیت ذرا کم نہیں ہوتی جو انہوں نے پرویز صاحب کے خلاف دیا ہے۔ کچھ بریلویوں کا دیوبندیوں کے خلاف یا کچھ دیوبندیوں کا بریلویوں کے خلاف کوئی فتوے دے دینا الگ چیز ہے اور کم وبیش ایک ہزار علما کا جن میں مسلمانوں کے ہر مسلک فقہی وکلامی کے علما شامل ہیں، پرویز صاحب کے کفر پر اجماع کرلینا ایک مختلف چیز ہے۔ اس قسم کا اجماع قادیانیوں کے سوا کسی کے کفر پر بھی اس ملک میں نہیں ہوا ہے۔

آخر میں ہم یہ بات بھی واضح کیے دیتے ہیں کہ پاک وہند کے جن علما کے اس فتوے پر دستخط ثبت نہیں ہیں، ان کو اس فتوے سے الگ خیال کرنا محض ایک مغالطہ ہے۔ اگر کچھ لوگوں نے اس پر دستخط نہیں کیے ہیں تو اس کی وجہ یا تو یہ ہے کہ فتووں پر دستخط کرنا ان کے رجحانِ طبیعت اور ذوق کے خلاف ہے، یا یہ ہے کہ اس دور میں اس چیز کو وہ کچھ زیادہ مفید نہیں پارہے ہیں۔ میرے جیسے لوگوں کے لئے یہ وجہ بھی ہوسکتی ہے کہ فتوے لکھنا یا اس پر دستخط کرنا میں نے اپنے منصب سے ہمیشہ ایک اونچی چیز سمجھا ہے، لیکن یہ بات کہنے میں مجھے ذرا حجاب نہیں کہ پرویز صاحب کے خیالات وعقائد کو میں نے ہمیشہ کفر وضلالت سمجھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق دے کہ وہ زندگی کا صحیح رخ اختیار کریں اور دین سے ناواقفوں کے لئے فتنہ نہ بنیں۔" (ص:۵،۶،۹)

اب ہم "جوابی بیانیے" کے نکتہ نمبر ۴ کی طرف دوبارہ رجوع کرتے ہیں۔ جیسا کہ عرض کیا گیا غامدی صاحب "بیانیے" میں یہ کہتے ہیں کہ "دنیا میں جو لوگ

مسلمان ہیں، اپنے مسلمان ہونے کا اقرار بلکہ اس پر اصرار کرتے ہیں، مگر کوئی ایسا عقیدہ یا عمل اختیار کرلیتے ہیں جسے کوئی عالم یا علما یا دوسرے تمام مسلمان صحیح نہیں سمجھتے، ان کے اس عقیدے یا عمل کو غلط قرار دیا جاسکتا ہے، اسے ضلالت اور گمراہی بھی کہا جاسکتا ہے، لیکن چونکہ اس کے حاملین قرآن و حدیث ہی سے استدلال کررہے ہوتے ہیں اس لئے انہیں غیر مسلم یا کافر قرار نہیں دیا جاسکتا۔" ہمارا معروضہ یہ ہے کہ اس استدلال کی رو سے احمدیوں یا قادیانیوں کو بھی غیر مسلم یا کافر قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ وہ بھی اپنے مسلمان ہونے کا اقرار، بلکہ اس پر اصرار کرتے ہیں اور قرآن وحدیث سے ہی اپنے مؤقف کے حق میں دلائل دیتے ہیں۔ بانی تحریک احمدیت مرزا غلام احمد قادیانی قرآن مجید کی آیہ خاتم النبیین کی ایسی تعبیر کرتے ہیں جس سے اجرائے نبوت ثابت ہوتی ہے، جب کہ عام مسلمان اجرائے نبوت کو کفر سمجھتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت کے پیش نظر پاکستان کی قومی اسمبلی نے ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو ایک آئینی ترمیم کے ذریعے مرزا صاحب کے متبعین کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ اب غامدی صاحب کے "جوابی بیانیے" نے ایک نئی بحث کا دروازہ کھول دیا ہے۔ لبرل اور سیکولر حلقے اور بائیں بازو کے بعض رہنما اور دانشور مثلاً نیشنل عوامی پارٹی کے سابق سیکرٹری جنرل قسور گردیزی، پارٹی کے ایک رہنما شیر محمد مری المعروف جنرل شیروف، پاکستان ورکرز پارٹی کے رہنما عابد حسن منٹو، پاکستان ہیومن رائٹس کمیشن کے ڈائریکٹر ورکشاپ جناب حسین نقی، معروف ادیبہ اور کالم نگار محترمہ زاہدہ حنا پہلے ہی ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کی آئینی ترمیم یا ۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت آرڈیننس پر نکتہ چینی کرچکے ہیں، اب غامدی صاحب کے "بیانیے" کی بنیاد پر اس آئینی ترمیم کو چیلنج کیا جاسکتا ہے۔

(جاری ہے)

علم وعلماء اور اختلافِ آراء

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم : وانّہ من یعش منکم فسیریٰ اختلافاً کثیراً فعلیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین المھدیّین ، عضّوا علیھا بالنّواجذ . رواہ أحمد والترمذی.

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دین کے اصول کے ساتھ ساتھ فروع بھی بھیجے، اور اصول میں دو رائے نہیں رکھیں، بلکہ جیسا نازل فرمایا' ویسا ہی اسے اختیار کرنے کا حکم دیا، جیسے عقائد وعبادات اور فروع کے دائرے کو وسیع رکھا، اور اصول کی بنیاد پر فروع میں اجتہاد وآراء کا باب کھلا رکھا۔ اجتہاد کے لئے تو بڑے عالم کی ضرورت ہوتی ہے، البتہ آراء کی ہر صاحب علم کے لئے گنجائش رکھی، اور اجتہاد سے آراء تک کے لئے تا قیام قیامت اپنی سنت نازل فرمادی: نرفع درجات من نشاء و فوق کل ذی علم علیم ہ

لہٰذا اس بنیادی بات کے بعد معاصر علمائے کرام کے درمیان اختلاف آراء کا عدم وجود ناممکن ہے، اور ظاہر ہے کہ فروع میں اختلاف کی صورت میں ایک مُصیب ہوگا اور دوسرا مُخطئی، لیکن مصیب و مخطئی کا فیصلہ دو صورتوں میں ہی ممکن ہے:

۱...: پہلی صورت یہ ہے کہ جمہور علمائے کرام ایک کی رائے سے اتفاق کرلیں تو اجماع کی صورت کہلائے گی، اور اجماع شرعی دلیل ہے' جو ویتبع غیر سبیل المؤمنین سے ثابت ہوتا ہے۔

۲...: مُصیب اور مُخطئی کے فیصلے کی دوسری صورت جو اصل ہے وہ یہ ہے کہ روزِ جزا میں اس کا فیصلہ اللہ ہی کرے گا، اور دونوں ہی ماجور عند اللہ ہوں گے جبکہ اخلاص کے ساتھ مقصدِ اصلی ثواب کا حصول ہو۔

خلاصہ یہ نکلا کہ: ☆ علم اور علما ہیں تو فروع میں اختلاف ہوتا ہی رہے گا، بس! اختلاف اخلاص کی بنیاد پر ہونا چاہئے۔ ☆ اختلاف رائے کو اپنی عزت وذلت کا مسئلہ نہیں بنانا چاہئے۔ ☆ اختلاف رائے کی صورت میں ہتک عزت سمجھ کر ناراض نہیں ہونا چاہئے۔ ☆ علم کی بنیاد پر اصاغر علما' اکابر علما سے ادب کے دائرے میں رہ کر اختلاف رائے کرسکتے ہیں۔ ☆ اس علم کا مقصد بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِيْنَ سمجھنا چاہئے نہ کہ گھریلو جائیداد کا مسئلہ۔ ☆ اختلاف رائے تحمل سے سن کر، غور وفکر کرکے اپنی رائے پیش کرنا چاہئے۔ ☆ اپنی رائے میں خطا کے امکان کو جانتے ہوئے' مخالف کو اپنی رائے کا پابند نہیں سمجھنا چاہئے، کیونکہ یہ اصول نہیں بلکہ فروع ہے اور فروع کا پابند اس پر اجماع ہوجانے کے بعد کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اصاغر علمائے کرام کو اکابر علمائے کرام کی توقیر کرنے اور اکابرین کو اصاغر کی آراء میں غور وفکر اور حوصلہ افزائی کرنے کی مزید ہمت نصیب فرمائے، آمین!

مولانا سید عتیق الحسن الحسینی

اکابرِ تبلیغ اور اُن سے متعلقہ کتابوں کا مختصر تذکرہ

مولانا سیّد محمد زین العابدین، کراچی

آج کی اس نشست میں ہم چند ایسی شخصیات اور اُن سے متعلقہ کتب کا مختصر تعارف پیش کرنا چاہیں گے کہ جو علمائے دیوبند کی ایک ایسی تحریک سے وابستہ ہیں کہ خود اُس تحریک سے وابستہ ذمہ داران کو قلم و قرطاس کی طرف توجہ دینے کا موقع نہ مل سکا، لیکن یہ عجیب بات ہے کہ اس محنت سے متعلق کوئی نامی گرامی ایسی شخصیت نہیں گزری جس کے ارشادات وملفوظات اور احوال و واقعات اللہ تعالیٰ نے ان علماء کے ذریعہ سے محفوظ نہ کرائے ہوں، جو اس تحریک و محنت سے باضابطہ طور پر تعلق نہیں رکھتے۔ میری مراد حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمہ اللہ کی از سرِ نو جاری کردہ دعوت وتبلیغ کی محنت المعروف ''تبلیغی جماعت'' ہے۔ دعوت وتبلیغ کے شعبہ سے تعلق رکھنے والے علماء واکابر عموماً تصنیف وتالیف کے لیے وقت نہیں نکال پائے، لیکن بحمد اللہ اس جماعت کے علماء ومشائخ کے علوم و فیوض کتابی صورت میں محفوظ ہوچکے ہیں اور نہ صرف محفوظ ہوچکے بلکہ ان حضرات کے احوال واقوال پر وقت کے نامی گرامی علماء واہلِ قلم نے طبع آزمائی فرمائی ہے، جس کی تفصیل ان شاء اللہ آئندہ سطروں میں آرہی ہے، اس تفصیل سے پہلے یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ اکابرِ تبلیغ کے حالات و واقعات اور بیانات و مکتوبات پر ویسے تو سینکڑوں کتب مرتب کی گئی ہیں، جن کی شاید فہرست بھی مشکل سے ملے، یہاں صرف اُن کتب کا تذکرہ کیا جارہا ہے جو معروف، مستند اور باحوالہ ہیں، اس کے علاوہ ذیل میں جہاں ہم کتب مختلفہ کا ذکر کریں گے وہیں ضمن میں اُن علماء ومشائخ کا تذکرہ بھی آتا جائے گا۔

مجددِ دعوت وتبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ اور اُن سے متعلقہ کتب:

حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ کی ولادت ۱۳۰۳ھ بمطابق ۱۸۸۵ء میں ہوئی، لڑکپن میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی صحبت ومجالس کی دولت شب وروز حاصل رہی۔ ۱۳۲۳ھ میں حضرت گنگوہیؒ دنیا سے رحلت فرماگئے اور اس طرح حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ کا تقریباً آٹھ برس کا عرصہ حضرت گنگوہیؒ کی صحبت میں گزرا، حضرت گنگوہیؒ بچوں اور طالب علموں کو بیعت نہیں کرتے تھے، لیکن آپ کو بیعت کرلیا تھا۔ ۱۹۰۵ء میں آپ جامعہ مظاہر علوم سے درسِ نظامی کی کتب پڑھ کر فاضل ہوئے اور پھر شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ کے درسِ بخاری میں شرکت کر کے اُن سے بھی شرفِ تلمذ حاصل کیا۔ ۲۱؍رجب ۱۳۶۳ھ (۱۲؍جولائی ۱۹۴۴ء) کو آپ کا وصال ہوا۔

اُسی دور میں جب آپ اپنی رسمی تعلیم سے فارغ ہوئے، مغربی استعمار متحدہ ہندوستان پر قابض تھا، مسلمانانِ ہند کی حالت بہت نازک تھی، وہ ہر طرح سے کمزور ہوتے جارہے تھے، اُس وقت کے حالات کے اعتبار سے دینی احکامات پر چلنا بھی اُن کے لیے مشکل ہوتا جارہا تھا، اُسی زمانے میں اللہ نے حضرت مولانا محمد اِلیاس کاندھلویؒ کے دل ودماغ میں دین کے مٹنے کی ایک خاص تڑپ اور غم وفکر پیدا کردی تھی۔ مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمہ اللہ کا جینا مرنا اللہ اور اس کے رسول کے لیے تھا، یہی وجہ ہے کہ آج اُن کا فیض دنیا کے کونے کونے میں پھیل چکا ہے۔ مولانا رحمہ اللہ کے احوال و اقوال پر قلم اٹھانے کے لیے اللہ نے اپنے وقت کے دو نامور علماء واہلِ قلم حضرات کو توفیق عطا فرمائی، یوں مولانا رحمہ اللہ کے علوم وفیوض محفوظ ہوگئے۔ حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ کی حیات و خدمات اور ملفوظات و مکتوبات پر چار کتب مشہور ہیں:

(۱) ملفوظات مولانا محمد الیاسؒ، از: مولانا محمد منظور نعمانیؒ۔

(۲) حضرت مولانا محمد الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت، از: مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ۔

(۳) ماہنامہ الفرقان کا ''مولانا محمد الیاس کاندھلوی نمبر''، از: مولانا محمد منظور نعمانیؒ۔

(۴) مکاتیب مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ، از: مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ۔

ملفوظاتِ مجددِ تبلیغ حضرت مولانا محمد اِلیاس کاندھلوی نوّر اللہ مرقدہٗ:

مولانا الیاس رحمہ اللہ کے شب وروز کی تصویر سامنے آچکی ہے۔ جس شخص کی یہ کیفیت ہو کہ آج اُس کے ذریعے کتنوں کو اللہ نے راہِ ہدایت سجھائی تو خود اس کے منہ سے نکلے ہوئے کلمات میں کیا تاثیر ہوگی؟۔ اُن ہی میں سے کچھ موتی مشہور اہلِ علم وقلم اور اہلِ دل و مدیر ماہنامہ الفرقان لکھنؤ حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ چننے میں کامیاب ہوگئے، چنانچہ

"ملفوظات مولانا محمد الیاسؒ" نامی کتاب منظر پر آ گئی، اس کتاب کے صفحات ۱۳۶ ہیں۔ کتاب کے متعلق حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ لکھتے ہیں:

"مجددِ تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ، حضرت مولانا رَشید اَحمد گنگوہیؒ کے مسترشد، خادم، تلمیذِ خاص اور حضرت مولانا خلیل اَحمد سہارَن پوریؒ کے خلیفہ مجاز تھے، اور اَکابر علمائے اُمت کی روَایات کے اَمین تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا محمد الیاسؒ کو علم، عمل اور اِصلاحِ اُمت کے جس جذبہ سے سرفراز فرمایا تھا، اُس کا حال یہ ہے کہ اُس کی برکت سے آج پوری دُنیا میں اُن کی قائم کردہ محنت اور تحریک سے لاکھوں اور کروڑوں بندگانِ خدا اللہ، رسول، دِین، مذہب اور قرآن وسنت سے وَابستہ ہیں اور یہ سلسلہ روز افزوں ہے۔ جس کا اِخلاص، لگن اور کڑھن دُنیا بھر کے اِنسانوں کو بے چین کیے ہوئے ہے، اُس کی شخصیت میں کیسی جاذبیت ہوگی؟ اُس کے منہ سے نکلے ہوئے اَلفاظ و کلمات کی کیا تاثیر ہوگی؟ اور اُن کا وجودِ مسعود اور سراپا کس قدر اَپنے اَندر جذبۂ حق رَکھتا ہوگا؟ حضرتؒ کی شخصیت، کمالات، اُولوالعزمی اور زہد و تقویٰ کا صحیح معنی میں اَندازہ تو اُنہیں کو ہوگا جنہوں نے اُس آفتابِ علم وحکمت کو دیکھا ہوگا یا اُن کے اَنفاسِ قدسیہ کا بچشم خود ملاحظہ کیا ہوگا، تاہم جن حضرات نے اُن کی زبان سے جھڑنے وَالے علم وحکمت کے پھول جمع کرکے اُمت تک پہنچائے اُن کا بے حد احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ کو جنہوں نے حضرتؒ کے ملفوظات کا کچھ تھوڑا سا حصہ جمع کرکے پہلے ماہنامہ "الفرقان" لکھنؤ میں اور بعد میں اَلگ کتابی صورت میں شائع کیا۔ پیشِ نظر کتاب اُنہی ملفوظات و خطبات کا حسین گلدستہ ہے، جو سننے اور تعارف کرانے سے نہیں، بلکہ پڑھنے اور اُن پر عمل کرنے سے تعلق رَکھتا ہے۔" (بینات، رجب المرجب ۱۴۳۰ھ/جولائی ۲۰۰۹ء)

حضرت مولانا محمد الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت، از: مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ:

اس کتاب میں مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے قلم وقائق رقم سے مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ کی بابرکت زندگی کافی حد تک قاری کے سامنے آجاتی ہے۔ ساتھ ساتھ دعوت وتبلیغ کی محنت کا طریقہ کار، اس کے فوائد وثمرات اور مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ کا مسلمانوں کی زندگیوں سے دین کے مٹنے کا درد وغم اور کڑھن وفکر اور اس کے ازالہ کے لیے علماء وعوام سے دعوت وتبلیغ کی محنت کرنے کا مطالبہ بھی سامنے آتا ہے کہ کس طرح مولانا اسی فکر کو اوڑھے زندگی بھر گھلتے رہے اور اسی فکر میں دنیا سے رخصت ہوگئے۔

ماہنامہ الفرقان کا مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ نمبر، از: مولانا محمد منظور نعمانیؒ:

یہ خصوصی نمبر حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ نے حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد ان کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے مرتب کیا، جس میں اہل علم وقلم نے مولانا رحمہ اللہ کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

مکاتیب مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ، از: مولانا سیّد ابوالحسن علی ندویؒ:

اس کتاب میں وہ مکتوبات ہیں جو مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ نے مولانا سیّد ابوالحسن علی ندویؒ کو لکھے ہیں۔ مکتوبات شروع کیجیے اور ختم کیے بغیر دم نہ لیجیے۔ مولانا الیاس صاحبؒ نے جب تبلیغی کام شروع کیا تو اس کے بعد موت تک ان کی زندگی کا محور اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کو دنیائے عالم میں زندہ کرنا تھا، ان مکتوبات میں بھی یہی درد وفکر نظر آتا ہے۔

امیر ثانی حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلویؒ اور اُن سے متعلقہ کتب:

حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ ۲۵ر جمادی الاوّل ۱۳۳۵ھ مطابق ۳۰ر مارچ ۱۹۱۷ء بروز بدھ کاندھلہ میں پیدا ہوئے۔ ۱۳۵۱ھ میں جامعہ مظاہر علوم سہارنپور میں داخلہ لیا، اور ہدایہ اولین، میبذی اور دیگر کتب پڑھیں، پھر جلالین، مشکوٰۃ شریف، حضرت مولانا محمد انعام الحسن کاندھلویؒ کے ساتھ مدرسہ کاشف العلوم میں اپنے والد حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ اور حضرت مولانا احتشام الحسن کاندھلویؒ سے پڑھیں۔ ۱۳۵۴ھ میں جامعہ مظاہر علوم میں دورۂ حدیث کی کتابیں پڑھیں، مگر بیماری کی وجہ سے تکمیل نہ کرسکے اور نظام الدین مدرسہ کاشف العلوم آکر بقیہ حدیث کی کتابیں والد ماجد حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ سے پڑھ کر مکمل کیں۔ ۳ر محرم ۱۳۵۴ھ کو جامعہ مظاہر علوم سہارنپور کے سالانہ جلسے میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کی صاحبزادی سے نکاح ہوا، نکاح شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے پڑھایا۔ حضرت مولانا محمد الیاسؒ کی وفات سے کچھ عرصہ قبل حضرت مولانا محمد انعام الحسن کاندھلویؒ کے ساتھ حضرت شیخؒ کے حکم سے حضرت مولانا محمد الیاسؒ سے بیعت ہوئے۔ ۱۲ر جولائی ۱۹۴۴ء کو حضرت مولانا محمد الیاسؒ نے اجازتِ بیعت دی، اگلے دن والد کی وفات ہوئی اور آپ کو جانشین مقرر کیا گیا۔ بیس سال تبلیغی کام کے امیر رہے۔ ۲ر اپریل ۱۹۶۵ء کو بعد نماز جمعہ لاہور میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ یہ واقعہ ہے کہ تبلیغی جماعت کی تاریخ میں حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلویؒ جیسا مبلغ اور راہنما نہیں گزرا، جس نے محض ۴۸ر سال کی عمر میں اس عالمی کام کی امارت سنبھالی اور

۴۸سال کی کم عمری میں اس دنیائے فانی سے رخصت ہوگئے۔ اس بیس سال کے عرصے میں انہوں نے تبلیغی کام میں وہ روح پھونک دی کہ چہار دانگ عالم میں اللہ نے دین اسلام کا ڈنکا بجادیا، حقیقت یہ ہے کہ مولانا محمد یوسف صاحبؒ محض ایک مبلغ ہی نہ تھے، بلکہ وہ ایک عظیم محدث، کامیاب مصنف، قوتِ عقل اور قوتِ فہم میں کامل درجے کی صلاحیت اور عربی زبان پر کافی اور وافی دسترس رکھنے والے ایک جید عالم دین تھے۔ ان صفات کے علاوہ بھی ربُّ العٰلمین نے ان کو بہت سی امتیازی صفات وخصوصیات سے نوازا تھا، جس کا اقرار ان کے معاصر علماء حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمیؒ، محدث العصر علامہ سیّد محمد یوسف بنوریؒ، مولانا سیّد ابوالحسن علی ندویؒ، مولانا محمد منظور نعمانیؒ، مولانا ابرار الحق ہردوئیؒ ایسی شخصیات نے بھی بزبان حال و قال کھل کر کیا ہے۔ محدث العصر علامہ سیّد محمد یوسف بنوریؒ فرماتے ہیں: ”مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی کے بارے میں حیران ہوں کہ باوجود تبلیغی اسفار اور تدریسی مشاغل کے ”امانی الاحبار“ اور ”حیاۃ الصحابہؓ“ جیسی کتب کیسے تصنیف فرمالیں۔“ (بینات، محدث العصر نمبر، ص:۳۵۱)

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلویؒ خود اگرچہ صاحب قلم تھے اور کئی کتابیں (حیاۃ الصحابہؓ: عربی، امانی الاحبار شرح معانی الآثار للطحاوی: عربی، منتخب احادیث: عربی) ان کے جادو طراز قلم سے منصۂ شہود پر آئیں، لیکن ان پر دیگر علماء نے جو کتب مرتب کیں وہ درج ذیل ہیں:

(۱) سوانح مولانا محمد یوسف صاحبؒ، از: مولانا سیّد محمد ثانی حسنی ندویؒ۔

(۲) ماہنامہ الفرقان کا مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ نمبر، از: مولانا محمد منظور نعمانیؒ۔

(۳) بیانات مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ، (۱۳جلد)، از: مفتی محمد روشن قاسمی۔

(۴) مکاتیب مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ، (۲جلد)، از: مفتی محمد روشن قاسمی۔

(۵) تذکرہ مولانا محمد یوسف صاحبؒ، از: مولانا حافظ عبدالرشید ارشدؒ۔

سوانح مولانا محمد یوسف صاحبؒ، از: مولانا سیّد محمد ثانی حسنی ندویؒ:

حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ کے وصال کے بعد حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندویؒ کے بھانجے اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنیؒ کے خلیفہ مجاز، ہندوستان کے نامور اہل علم وقلم حضرت مولانا سیّد محمد حسنی ندویؒ جو کہ کافی عرصہ نظام الدین تبلیغی مرکز میں مولانا محمد یوسف صاحبؒ کی صحبت میں رہے تھے۔ انہوں نے مولانا محمد یوسف صاحبؒ کی حیات وخدمات پر قلم اٹھایا اور مولانا رحمہ اللہ کی پوری زندگی بہت خوب صورت انداز میں سپرد قلم کردی، یوں آٹھ صد صفحات پر مولانا محمد یوسف صاحبؒ کی سوانح منظر پر آ گئی۔ اس سوانح پر مقدمہ مولانا ابوالحسن علی ندویؒ نے لکھا اور نظر ثانی شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی رحمہ اللہ نے فرمائی۔ اس کتاب کے کئی ایڈیشن نکل چکے ہیں۔

ماہنامہ الفرقان کا مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ نمبر، از: مولانا محمد منظور نعمانیؒ:

یہ خصوصی نمبر حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ نے حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد ان کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے مرتب کیا، جس میں اہل علم وقلم نے مولانا رحمہ اللہ کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

بیانات مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ، (۱۳جلد)، از: مفتی محمد روشن قاسمی:

مفتی محمد روشن قاسمی صاحب مدظلہ دورِ حاضر میں ہندوستان کے وہ اہل علم وقلم ہیں کہ جنہوں نے اکابر تبلیغ کے علوم وفیوض محفوظ کرنے میں غیر معمولی محنت وتوجہ سے کام لیا ہے۔ اللہ نے ان کے ذریعے مولانا محمد یوسف صاحبؒ، مولانا انعام الحسن صاحبؒ، مولانا عبیداللہ بلیاوی صاحبؒ، مولانا سعید احمد خان صاحبؒ اور مولانا محمد عمر پالن پوری صاحبؒ وغیرہ بڑے بڑے علماء ومشائخ کے بیانات بڑے سلیقے سے کتابی شکل میں محفوظ کروادیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔ زیر نظر کتاب ”مجموعہ بیانات مولانا محمد یوسف صاحبؒ“ ۱۳جلدوں پر محیط ہے، جس میں احادیث وعربی عبارات اور واقعات کی تخریج اور حوالہ جات کا کام بھی بڑی عرق ریزی سے کیا گیا ہے، اور بیانات بھی حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ کے ہیں جو از دل خیزد و بر دل ریزد کے مصداق ہیں۔ چناں چہ حضرتؒ کے بیانات پر مشتمل یہ ۱۳جلدوں والی کتاب بہت قیمتی ہے، ہر ایک کو چاہیے کہ اس کو حاصل کرکے اس سے فائدہ اٹھائے۔

مکاتیب مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ، (۲جلد)، از: مفتی محمد روشن قاسمی:

اس کتاب میں وہ مکتوبات ہیں جو مولانا محمد یوسف صاحب رحمہ اللہ نے مختلف احباب کو لکھے ہیں۔ مکتوبات شروع کیجیے اور ختم کیے بغیر دم نہ لیجیے۔ مولانا محمد یوسف صاحبؒ جب تبلیغی کام کے امیر بنے تب سے موت تک ان کی زندگی کا محور اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کو دنیائے عالم میں زندہ کرنا تھا، ان مکتوبات میں بھی یہی درد وفکر نظر آتا ہے۔

تذکرہ مولانا محمد یوسف صاحبؒ از: مولانا حافظ عبدالرشید ارشدؒ:

یہ کتاب حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ کا مختصر تذکرہ ہے جو معروف صاحب قلم مولانا عبدالرشید ارشد صاحبؒ نے مرتب کی ہے۔

حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ کی اپنی تصنیفات:

حیاۃ الصحابہؓ:

اس کتاب کے تعارف کے لیے ہندوستانی ایڈیشن میں شائع شدہ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی رحمہ اللہ کے مقدمہ سے کچھ تذکرہ نقل کیا جارہا ہے:

''حق تعالیٰ شانہ داعی اِلی اللہ امیر جماعت تبلیغ مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ اِبن حضرت مولانا محمد اِلیاس صاحب کاندھلوی قدس سرہٗ بانی جماعت تبلیغ کی قبر کواپنے اَنوار و برکات سے پُر اور معمور فرمائے جنہوں نے ''حیاۃ الصحابہؓ'' لکھ کر حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کی پاک زندگیوں کے ہر ہر شعبہ کو مستند روایتوں کے ساتھ اس کتاب میں یکجا فرمادیا۔ یہ زندگی کتب حدیث وسیر وغیرہ میں منتشر تھی اور بہت سے گوشے ایسے مخفی بھی تھے جو عوام تو عوام بہت سے خواص کی نظروں سے بھی اوجھل تھے، مولانا مرحوم نے اِن تمام بکھرے ہوئے موتیوں کو ایک لڑی میں پروکر ''حیاۃ الصحابہؓ'' کی صورت میں اُمت کے آگے رکھ دیا۔ آج اگر کوئی اپنی زندگی کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی پر ڈھالنا چاہے تو اُس کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ ''حیاۃ الصحابہؓ'' کوسامنے رکھ کر اپنی زندگی بنالے اور عمر بھر مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی مرحوم کو دعائیں دیتا رہے۔ مولانا مرحوم مجھ سے عمر میں کافی چھوٹے تھے لیکن مراتب کمال میں اللہ نے اُن کو بہت سے بڑوں کے منصب سے نوازا تھا۔ وہ بیک وقت عالم دین، عارف باللہ، داعی اِلی اللہ، مدرّس، مبلغ، مصنف، مرشد، خطیب اور کتنے ہی دینی شعبوں کے جامع تھے۔ اُن کی ہزاروں خوبیوں میں سے یہ دوخوبیاں پوری دُنیائے اِسلام قیامت تک کبھی فراموش نہ کرسکے گی: پہلی خوبی تو یہ دعوتِ اِصلاح وتبلیغ دین جسے اُنہوں نے بامِ عروج پر پہنچایا اور ایشیاء و یورپ، افریقہ و امریکہ سارے ممالک میں دین کا آوازہ بلند فرمادیا، ہزار ہا بندگانِ خدا اس سے وابستہ ہوئے اور داعی بننے کے جذبات سے پُر ہوگئے اور اُنہوں نے دعوتِ دین کو عملاً سنبھالا اور ہزاروں کو کارِ دعوت میں لگادیا۔ دُوسرے زیرِ نظر کتاب ''حیاۃ صحابہؓ'' جس میں اُنہوں نے دعوت کے نقطہ نظر سے صحابہؓ کی پاک زندگی کے سارے عملی گوشے کھول دیے، جس کی تین جلدیں ہیں جو شائع ہوچکی ہیں۔ یہ دونوں خیر کے ذخیرے اُن کی باقیاتِ صالحات میں سے ہیں، جو اُن کے اور اُن کے آباء کرام کے لیے دوامی صدقہ جاریہ ہیں، جن سے کتنوں ہی کی زندگیاں بن چکی ہیں، کتنوں ہی کی بنیں گی اور اِن شاء اللہ تا یومِ حساب بنتی رہیں گی۔

اَفسوس کہ میں یہ مقدمہ اُن کی حیات میں لکھ کر خود اُن کے سامنے پیش نہ کرسکا جسے آج اُن کی رُوح کے سامنے پیش کررہا ہوں، لیکن یہ دیکھتے ہوئے کہ وہ آج بھی اپنے کام اور اس عمل خیر کے پردہ میں زندہ ہیں، محض ''تل اوجھل، پہاڑ اوجھل'' کا قصہ ہے۔ اِس لیے نہیں کہا جاسکتا کہ یہ سطور اُن کی زندگی میں نہیں لکھی گئیں اور اُن کے سامنے نہ آسکیں۔ حق تعالیٰ مولانا مرحوم کے درجات کو اور زیادہ بلند فرمائیں اور اس نورانی ذخیرۂ حیات کی جمع و ترتیب کی برکت سے اُن کے مشن اور کام کو روز افزوں ترقیات عطا فرمائے اور اُن کی خدمات کو قبولیت سے نوازے اور ہمیں اور تمام مسلمانانِ عالم کو اس مقدس ذخیرہ سے اِستفادہ کی توفیق بخشے۔ آمین۔''

محمد طیب

مہتمم دارالعلوم دیوبند

۲۳ محرم ۱۳۸۷ھ

(جاری ہے)

سانحۂ ارتحال

فیصل آباد.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مخلص ساتھی ملک طاہر محمود انجم ۶ رفروری ۲۰۱۶ء کو اپنے حقیقی مالک سے جاملے، انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی نماز جنازہ اگلے روز ان کے آبائی گاؤں کارکھار نور پور تھیلی میں ادا کی گئی، جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کے مبلغ مولانا عبدالرشید غازی، کارکنان مجلس محمد حارث اور محمد عابد پوری نے شرکت کی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک اور مخلص رضا کار حاجی محمد رفیق پوری ۱۱ رمارچ ۲۰۱۶ء کو اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان دونوں حضرات کے ایصال ثواب کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد دفتر میں قرآن خوانی کی گئی، جس میں مولانا عبدالرشید غازی، مولانا سید حبیب احمد شاہ، مولانا غلام محمد، مولانا مفتی محمد بلال قاسمی، حافظ محمد خلیل، صاحبزادہ حافظ مبشر محمود، محمد عابد پوری، محمد حارث ودیگر کارکنان ختم نبوت نے شرکت کی۔

قارئین ہفت روزہ سے مرحومین کے لئے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

مسئلہ سود کی چند اہم مباحث

گزشتہ سے پیوستہ

مولانا زاہد الراشدی

ایک پرانا قصہ ہے جب لاہور میں اسلامیہ کالج اور خالصہ کالج تھے، اسلامیہ کالج کے کچھ طلبا شاہ جیؒ سے ملے، شاہ جیؒ نے کہا: بیٹا! تم مسلمان ہو، داڑھی رکھو، پگڑی پہنا کرو، انہوں نے جواب دیا: شاہ جی! کالج کے ماحول میں یہ ممکن نہیں ہوتا، شاہ جی نے فرمایا: ''ہاں! بھئی خالصہ کالج میں تو ممکن ہے لیکن اسلامیہ کالج میں ممکن نہیں۔'' آج بھی ایسا ہی ہے، خالصہ کالج میں تو پگڑی باندھی جاسکتی ہے، لیکن اسلامیہ کالج میں نہیں، غیر سودی بینکاری لندن میں تو ممکن ہے، پیرس میں ممکن ہے لیکن پاکستان میں مشکل ہے مگر اب تو اسٹیٹ بینک نے بھی کہنا شروع کردیا ہے کہ ممکن ہے۔ اس کے باوجود ہم پر آج بھی الزام ہے کہ مولوی ناقابل عمل باتیں کرتا ہے۔ اللہ پاک نے آپ ہی سے اس کا جواب دلوادیا کہ غیر سودی بینکاری نہ صرف قابل عمل ہے بلکہ آج کی ضرورت بھی ہے۔ میں جب بھی اس موضوع پر بات کرتا ہوں تو ایک خطرے کی نشاندہی ضروری سمجھتا ہوں، ایک طرف تو مجھے خوشی ہے کہ غیر سودی بینکاری نظام جو کہ ہمارے ہاں ناقابل عمل سمجھا جارہا تھا اب مغرب والے اس کو قابل عمل بلکہ ضروری بتارہے ہیں لیکن اس کے ساتھ ایک ڈر بھی ہے کہ غیر سودی بینکاری ہمارا نظام ہے، مغرب نے اگر اسے ہائی جیک کرلیا تو یہ اس کا بیڑا غرق کردے گا، ہمارے سسٹم کی بنیاد قرآن وسنت پر ہے کچھ قوانین ہیں، کچھ ضوابط ہیں، کچھ اخلاقیات ہیں، اصول ہیں، ایک دائرہ کار ہے جو خرابیوں کو اٹھنے سے روکتا ہے، جب یہ سسٹم آزاد فضا میں جائے گا جہاں حلال وحرام کا کوئی تصور نہیں ہے تو اس سسٹم کا کیا حشر ہوگا؟ یہ ڈر مجھے لگ رہا ہے۔

یہ بات تو ختم ہوگئی کہ سود کے بغیر بینکاری ممکن نہیں، غیر سودی بینکاری چل رہی ہے اور دنیا اس کی طرف آرہی ہے، ایمان اور اخلاق قدروں کے بغیر اس کا جو حشر وہ کریں گے سو کریں گے لیکن یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ یہ قابل عمل ہے اور اس کو اپنایا جاسکتا ہے۔ ایک پہلو اور بھی ہے، میں نے عرض کیا کہ قائداعظم نے یہ کہا تھا اور پاکستان کے دستور میں بھی لکھا ہے۔ ۱۹۷۳ء کے دستور میں لکھا ہوا ہے کہ: ''حکومت کی ذمہ داری ہوگی کہ سودی نظام جلد از جلد ختم کرے۔'' پتہ نہیں یہ جلد از جلد کب آئے گا؟ ہمارے ایک چیف جسٹس صاحب کہتے ہیں کہ: ''ہمارا کام ہی نہیں، جو نہیں کھاتا نہ کھائے جو کھاتا ہے، اللہ اس سے پوچھے گا۔'' سود کھانے والے سے اللہ پوچھے گا کیا آپ سے نہیں پوچھے گا؟

خیر جو بات میں عرض کررہا ہوں وہ یہ کہ اسٹیٹ بینک نے اس سال خود ملک میں جو سروے کروایا ہے، رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے کہ لوگ کیا چاہتے ہیں، ہماری آج کی بڑی دلیل یہ ہوتی ہے کہ پبلک کیا کہتی ہے، رائے عامہ، سول سوسائٹی کیا کہتی ہے، ووٹ کدھر زیادہ ہیں، اکثریت کس کی ہے، آج کی دلیل یہ ہے، پرانے زمانے میں دلیل یہ ہوتی تھی کہ قرآن کیا کہتا ہے، حدیث کیا کہتی ہے، آج کی دلیل یہ ہے کہ لوگ کیا کہتے ہیں، اسٹیٹ بینک نے عالمی ادارے کے ساتھ مل کر سروے کروایا، میں نے جنگ میں یہ خبر پڑھی، اسٹیٹ بینک کی جاری کردہ رپورٹ کے مطابق پاکستان کے ۹۸ فیصد عوام سودی نظام کا خاتمہ چاہتے ہیں، عوام کا یہی مطالبہ ہے، دستور بھی یہی کہتا ہے، قرآن بھی یہی کہتا ہے، سنت بھی یہی کہتی ہے، دنیا بھی یہی کہتی ہے کہ ختم کرو یہ قصہ، سوال یہ ہے کہ رکاوٹ کیا ہے؟ پارلیمنٹ بھی فیصلہ دے چکی، سپریم کورٹ بھی ایک بار فیصلہ دے چکی ہے، عوام بھی چاہتے ہیں اور ختم کیا بھی جاسکتا ہے، لیکن ہماری اسٹیبلشمنٹ ختم نہیں کرنا چاہتی، ہماری اسٹیبلشمنٹ کا اس حوالہ سے کیا رویہ ہے؟ ابھی علامہ اقبال کے فرزند ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب فوت ہوئے ہیں، اپنے ذوق کے منفرد آدمی تھے، انہوں نے اپنی یادداشتوں میں بڑا دلچسپ واقعہ لکھا ہے، جو ہماری رولنگ کلاس کے رویئے کی عکاسی کرتا ہے کہ رولنگ کلاس کیا چاہتی ہے، انہوں نے جو اپنی خود نوشت لکھی ہے اس میں انہوں نے لکھا ہے، ڈاکٹر جاوید اقبال طویل عرصہ بیرون ملک رہے، پھر واپس آگئے، جب واپس آئے تو سکندر مرزا صدر تھے، ایوب خان سے پہلے کا دور ہے، جاوید اقبال بڑے آدمی تھے، بڑے آدمی کے بیٹے تھے کہتے ہیں: ''جب میں ملک میں آیا تو مجھے صدر صاحب نے بلایا کہ آپ علامہ اقبال کے بیٹے ہیں، ہمارے محسن کے بیٹے ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ آپ کسی اچھی پوسٹ پر ایڈجسٹ

ہو جائیں تاکہ ہمیں بھی فائدہ اور آپ کو بھی فائدہ ملے۔ اسکندر مرزا نے یہ پیشکش اس لئے کی کہ جاوید اقبال کو کسی اچھی جگہ بٹھا دیتے ہیں زندگی بھی آرام سے گزرے اور ملک کی خدمت بھی کریں" تو وہ کہتے ہیں: میں نے پوچھا کہ آپ نے میرے لئے کیا سوچا ہے؟ اس وقت پاکستان، ترکی اور ایران کا علاقائی تعاون کی تنظیم کے لحاظ سے اتحاد تھا، جو آر ڈی سی کہلاتا تھا، انہوں نے کہا: ہماری خواہش یہ ہے کہ اس کے سیکریٹری جنرل بن جائیں اور پاکستان کی طرف سے اس کے معاملات چلائیں۔ استنبول میں ہیڈ کوارٹر ہے باوقار پوسٹ ہے، جاوید اقبال نے کہا کہ "یہ میرا ذوق نہیں ہے، میرا ذوق اسلامائزیشن اسلامی نظام اور قوانین کے نفاذ کے حوالے سے ہے، تعبیر ان کی اپنی ہوتی تھی لیکن وہ ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے حق میں تھے، انہوں نے کہا کہ میرا یہ ذوق ہے کہ اسلامی نظام کے لئے کام کروں۔ علامہ اقبالؒ کی خواہش بھی تھی میرا ذوق بھی ہے، آپ مجھے اس ادارے کی ذمہ داری سپرد کریں جو قوانین کو اسلام کے مطابق بنانے کے لئے کام کر رہا ہے، اس دور میں تعلیمات اسلامیہ بورڈ ہوا کرتا تھا، آج کل وہ اسلامی نظریاتی کونسل کہلاتا ہے۔

جاوید اقبال کہتے ہیں کہ: "یہ بات سن کر صدر محترم نے قہقہہ لگایا اور میرے ہاتھ پر ہاتھ مار کر بے تکلفی سے کہا کہ چھوڑو یار! وہ ہم نے کام کرنے کے لئے تھوڑا بنایا ہے۔"

اصل رکاوٹ یہ ہے کہ اس صورت حال کو سامنے رکھ کر جیسے (مولانا عبدالماجد صاحب نے) اپنے برادر نسبتی کا واقعہ بتا رہے تھے کہ سانپ لپٹ گیا تو انہوں نے سانپ کی گرفت سے بچنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارے، ہم بھی اس سودی نحوست سے بچنے کے لئے ہاتھ پاؤں ماریں، اس کے لئے ملک کے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام نے دینی حلقوں میں بیداری پیدا کرنے کے لئے رائے عامہ تک جانے کے لئے، سول سوسائٹی کو منظم کرنے کے لئے، عوام تک آگاہی پہنچانے کے لئے ایک فورم تشکیل دیا ہے، ایک تو ملی مجلس شرعی ہے جو تمام مکاتب فکر کے سرکردہ علماء کرام کا علمی و فکری فورم ہے، اس کے ساتھ تحریک انسداد سود پاکستان کے نام سے ایک فورم ہے، ہم مختلف شہروں میں سیمینار، اجتماعات، مضامین، پمفلٹ، بیداری، آگاہی مہم میں لگے ہوئے ہیں، اس میں تمام مکاتب فکر ہیں (دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث، جماعت اسلامی، شیعہ) اس کا مقصد ملک سے سودی نظام کے ختم کرنے کے لئے رائے عامہ کی بیداری ہے۔ پہلا مرحلہ رائے عامہ کی بیداری اور آگاہی کا ہے، اگلے مرحلے میں سول سوسائٹی کا دباؤ منظم کرنا چاہتے ہیں تاکہ حکومت کو مجبور کرسکیں کہ دستور کے مطابق، قرآن وسنت کے مطابق ملک کو سود سے نجات دلائیں، اس کے لئے میں آپ حضرات کی خدمت میں یہ گزارش لے کر آیا ہوں کہ آپ اپنے اپنے مقام پر محنت کریں اور اپنی اپنی جگہ کام کریں اور رابطہ رکھیں۔ اللہ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ☆☆☆

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ کا دورہ بدین

بدین (مولانا مختار احمد) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ گزشتہ دنوں بدین تشریف لائے۔ میر پور خاص کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی اور کراچی کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد بھی حضرت ناظم اعلیٰ صاحب کے ہمراہ تھے۔ مولانا محمد علی صدیقی نے ماتجھی مسجد بدین میں جمعہ پڑھایا اور مولانا قاضی احسان احمد نے مدینہ مسجد گولارچی میں جمعہ پڑھایا اور تین سالہ رکنیت سازی کا اعلان کیا، لوگوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جبکہ حضرت ناظم اعلیٰ کا جمعہ جامع مسجد بسم اللہ بدین میں طے تھا۔ لوگ دور دراز سے حضرت مدظلہ کی زیارت کے لئے آئے۔ مسجد باوجود کشادہ ہونے کے کھچا کھچ بھر گئی، لوگوں نے باہر کھڑے ہو کر حضرت کا بیان سنا۔ حضرت ناظم اعلیٰ صاحب نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں پہلے انسان اور پہلے نبی تھے، ان کے بعد ہر نبی نے اپنے سے پہلے آنے والی نبی کی تصدیق کی اور بعد میں آنے والے نبی کا ذکر کیا تا آنکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے، انہوں نے فرمایا: میں اپنے بعد صرف ایک نبی و رسول کی خوشخبری دینے کے لئے آیا ہوں، ان کا نام "احمد" ہوگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ذاتی نام ہیں: ایک احمد اور ایک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپ نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کا آخری رسول ہوں، مجھ پر اللہ تعالیٰ نے نبوت کے سلسلہ کو ختم فرما دیا ہے۔

بخاری مسجد کنری میں ایک ہندو نوجوان کا قبول اسلام

کنری... ۱۹ فروری ۲۰۱۶ء بروز جمعۃ المبارک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا مختار احمد نے بخاری مسجد کنری میں خطاب کیا اور نماز کے بعد ایک ہندو نوجوان قبول اسلام کے لئے آیا۔ بخاری مسجد کے خطیب مولانا محمد امان اللہ نے کلمہ شہادت پڑھایا اور دین کے ارکان بتائے۔ اس کے بعد ساتھیوں نے مبارکباد دی اور اس کا اسلامی نام "عبدالرحمٰن" رکھا، پھر اس کے لئے دین اسلام پر استقامت کی دعا کی گئی۔

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ اور عقیدہ ختم نبوت

۱۲۸۰ھ تا ۱۳۶۳ھ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ تحریک پاکستان کے قائدین میں سے تھے۔ نیز شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کے مایہ ناز تلمیذ اور دارالعلوم دیوبند کے سرپرستوں میں سے تھے۔ اپنی حیات مستعار میں اتنا بڑا تصنیفی ذخیرہ چھوڑا کہ کئی ادارے مل کر بھی اتنا بڑا کام نہیں کر سکتے تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ آپ مجدد الملۃ تھے۔ دین کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں کہ حکیم الامتؒ نے اس پر قلم نہ اٹھایا ہو۔ قادیانیت سے براہ راست ٹاکرہ تو نہ رہا لیکن قادیانیت کا مقابلہ کرنے والی تنظیم مجلس احرار اسلام کے سرپرست اور دعا گو تھے، بلکہ شعبہ تحفظ ختم نبوت کے مستقل ممبر تھے۔ اللہ پاک حضرت مولانا محمد اقبال رنگونی دامت برکاتہم العالیہ کو جزائے خیر عطا فرمائیں کہ انہوں نے حضرت تھانویؒ کی تصنیفات اور مواعظ میں سے عقیدہ ختم نبوت کی وضاحت اور قادیانیت کے بھرپور تعاقب کے واقعات جمع فرما دیے۔

"دعوی النبوۃ بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر بالاجماع۔"

ترجمہ: "نبوت کا دعویٰ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بالاجماع کفر ہے۔"

(شرح فقہ اکبر، ص:۲۰۲)

تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ جس شخص نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا اور اس نے اس نص صریح کا انکار کیا، اسے عبرتناک سزا دی گئی، جیسا کہ مسیلمہ کذاب اور اس کے گروہ کو سیدنا صدیق اکبرؓ نے حدیقۃ الموت میں واصل جہنم کیا، اور ہر دور میں ایسا ہوتا رہا، حضرت علامہ قاضی عیاض تحریر فرماتے ہیں کہ:

"عبدالملک بن مروان نے مدعی نبوت حارث کو قتل کر کے سولی پر لٹکایا تھا اور یہی سلوک بے شمار خلفاء و سلاطین نے اس قسم کے لوگوں سے کیا اور ان کے دور میں علماء نے بالاجماع اس سزا کی تصویب کی اور جس شخص کو ایسے لوگوں کی تکفیر میں اختلاف ہو وہ خود کافر ہے۔" (الشفا)

یہی عقیدہ حضرات علماء دیوبند کا تھا، ہے اور رہے گا۔ ہندو پاک تو کیا پورا عالم اس سے بخوبی واقف ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کے سارقوں نے جب ختم نبوت پر ڈاکا ڈالنا چاہا اور غلط تاویلیں کرنی شروع کیں اور برسر عام نبوت کا دعویٰ کیا تو یہی حضرات ہیں جو اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر میدان میں اتر پڑے اور ہر طرف سے ان کی ناکہ بندی کی تاآنکہ وہ اپنے انجام کو پہنچے۔ اس کا انکار تاریخی حقائق کا انکار ہوگا۔

ان ہی اکابر میں حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ بھی ہیں۔ چنانچہ حضرت حکیم الامت فرماتے ہیں:

۱:... "پیغمبروں میں سب سے پہلے آدم علیہ السلام تھے اور سب کے بعد ہمارے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔"

۲:... "آپ کے بعد کوئی نیا پیغمبر نہیں آ سکتا، قیامت تک جتنے آدمی اور جن ہوں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سب کے پیغمبر ہیں۔"

(بہشتی زیور)

۳:... "دور دور تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رعب پہنچا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جوامع الکلم عطا ہونا، تمام خلائق کی طرف مبعوث ہونا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا ختم ہونا۔"

(نشر الطیب، ص:۱۲۳)

اسی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں:

۴:... "ان روایات سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا افضل الخلق ہونا حق تعالیٰ کے ارشاد سے، خود آپؐ کے ارشاد سے، انبیاء، ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد سے، صحابہ کرامؓ کے ارشاد سے صریحاً بھی اور امامت انبیاء و ملائکہ و ختم نبوت و خیر امت وغیرہ سے استدلالاً بھی ثابت ہے۔"

(ایضاً، ص:۱۵۸)

تفسیر بیان القرآن میں تحریر فرماتے ہیں:

۵:... "آپ اللہ کے رسول ہیں (اور ہر رسول روحانی مربی ہونے کی وجہ سے امت کا

روحانی باپ ہوتا ہے) اور اس ابوت روحانیہ میں اس درجہ کامل ہیں کہ سب رسولوں سے افضل و اکمل ہیں، چنانچہ آپ سب نبیوں کے ختم پر ہیں (اور جو نبی ایسا ہوگا) وہ ابوت روحانیہ میں سب سے بڑھ کر ہوگا، کیونکہ آپ کی ابوت روحانیہ کا سلسلہ قیامت تک چلے گا، جس کے نتیجہ میں آپ کی روحانی اولاد سب سے زیادہ ہوگی۔''

(تفسیر بیان القرآن، پ:۲۲)

حضرت حکیم الامتؒ فرماتے ہیں:

۶:... ''انبیاء کرام علیہم السلام میں بھی ہمارے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد سب سے زیادہ خدمت یہ تھی کیونکہ قیامت تک آنے والی مخلوق کے لئے آپ ہی رسول ہیں، آپ کے بعد کوئی دوسرا رسول آنے والا نہیں تو آپ کو سب سے زیادہ ارشاد واصلاح کی فکر واہتمام تھا۔''

(وعظ العبرۃ بذبح البقرہ، ص:۱۴)

آپ کا ارشاد ہے:

۷:... ''اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو بھیجا اور طریق فلاح بتایا اور اس سلسلہ کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کیا اور قرآن شریف آپ پر اتارا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے احادیث کو چھوڑا۔''

(اشرف المواعظ، حصہ اول، ص:۱۲)

ایک وعظ میں ارشاد فرمایا:

۸:... ''نبوت تو ختم ہوچکی ہے۔''

(اتباع علماء، ص:۲۷)

نیز دوسرے وعظ میں فرمایا: نبوت تو ختم ہوچکی ہے، ولایت ختم نہیں ہوئی۔

(الاستقامت، ص:۴، الافادات، حصہ اول، ص:۳۲۲)

آپ تحریر فرماتے ہیں کہ:

۹:... ''فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت بنص قطعی ثابت ہوچکی ہے۔''

(امداد الفتاویٰ، ج:۶، ص:۲۷۳)

۱۰:... مولانا رومؒ ارشاد فرماتے ہیں:

بہر ایں خاتم شد است او کہ بجود
مثل او نے بود و نے خواہند بود

آپ اس سبب سے بھی خاتم ہوئے ہیں کہ فیوض وعلوم کے جود وعطا میں آپ کا مثل نہ ہوا اور نہ ہوگا، کمالات کے تمام مراتب آپ پر ختم ہوگئے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ خاتم زمانی نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ آپ خاتم مطلق ہیں زمانا اور کمالاً بھی، اور خاتمیت کے یہ معنی جو اس شعر میں مع شرح مابعد کے مذکور ہیں وہ ہیں جو ہمارے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے تحذیر الناس میں بیان فرمائے ہیں، جس پر مبتدعین نے مولانا پر بے حد شور مچایا۔ حضرت مولانا کو غالباً یہ اشعار نہ ملے ہوں ورنہ سہولت کے ساتھ فرمادیتے کہ خاتمیت کے یہ معنی بیان کرنے میں میں تنہا نہیں ہوں بلکہ حضرت مولانا رومؒ نے بھی اسی کو لیا ہے:

چونکہ در صنعت برد استا دوست
نے تو گوئی ختم صنعت بر توست

تمثیل کے طور پر فرماتے ہیں کہ دیکھو جب کسی صنعت میں استاذ سبقت لے جاتا ہے تو کیا تم اس کو کہتے نہیں؟ (کہ یہ صنعت آپ پر ختم ہے) یعنی یہ کہتے ہو کہ یہ صنعت تجھ پر ختم ہے۔ اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم کمالات ہیں یعنی آپ کا مثل کمالات میں کوئی نہیں ہے، پس یہ معنی (بھی) ہیں خاتمیت کے یعنی ختم زمانہ کے ساتھ آپ اس طرح بھی خاتم ہیں۔

(وعظ الظہور، ص:۶۷)

۱۱:... ایک مرتبہ خاتم النبیین کے معنی کا حاصل بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت جس طرح زمانی ہے اسی طرح آپ کو خاتمیت رتبی بھی حاصل ہے کہ کمالات انبیاء کے تمام مراتب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لوئیر دیر کا اجلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لوئیر دیر کی مجلس عاملہ، تمام تحصیل کابینہ، یونین کونسلو ذمہ داران سمیت جید علماء کرام کا مشترکہ اجلاس مورخہ ۱۷؍ مارچ بعد نماز ظہر مدرسہ انوار العلوم زیارت تالاش میں ہوا۔ اجلاس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لوئیر دیر کے امیر مولانا عمران خان نے کی۔ ڈسٹرکٹ میڈیا ایڈوائزر محسن محمود مبارکزئی کے مطابق اجلاس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور کے مبلغ مولانا عابد کمال، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مردان کے امیر مولانا اکرام الحق، ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مردان مولانا ندیم نے خصوصی شرکت کی۔ اجلاس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع مردان کے امیر قاری اکرام الحق نے خصوصی خطاب کیا۔ صوبائی قائدین نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لوئیر دیر کی مجموعی صورت حال کا جائزہ لیا اور ساتھ ساتھ ضلع کی تنظیمی رپورٹ بھی بالائی تنظیم کے ذمہ داران کو پیش کی گئی۔ اجلاس کے بعد صوبائی رہنماؤں نے بعد نماز عصر مدنی مسجد اوچ غربی تحصیل ادینزئی، بعد نماز مغرب چکدرہ مسجد یونیورسٹی روڈ اور بعد نماز عشاء جامع مسجد گدر میں بڑے اجتماعات سے خطاب کیا، جس میں علمائے کرام اور عوام الناس نے بھرپور تعداد میں شرکت کی۔

آپ پر ختم ہوگئے ہیں یعنی آپ میں تمام کمالات سب سے اعلیٰ درجہ کے مجتمع ہیں۔ مولانا روم نے اس مضمون کو بہت اشعار میں بیان فرمایا ہے۔۔۔ اس سے مولانا کا یہ مقصود نہیں ہے کہ نعوذ باللہ آپ خاتم زمانی نہیں ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ آپ خاتم زمانی ہونے کے ساتھ خاتم رتبی بھی ہیں یعنی تمام مراتب کی مدت آپ پر ختم ہوگئی ہے اور ظاہر ہے کہ اس تفسیر پر آپ کی خاتمیت اور زیادہ اکمل ہوگئی کہ ختم زمانی و ختم رتبی دونوں آپ کے لئے ثابت ہوں گے، یہی وہ مضمون ہے جو مولانا محمد قاسمؒ نے ظاہر فرمایا تھا تو لوگوں نے اس پر بہت شور مچایا، مگر مولانا رومی کو کوئی کچھ نہیں کہتا، کیونکہ لوگ ان کو درویش سمجھتے ہیں اور درویش بھی مجذوب، اس لئے ان سے ڈرتے ہیں۔۔۔ اس لئے ان کے اشعار پر کوئی اعتراض نہیں کرتا مگر اسی مضمون کو مولانا محمد قاسمؒ نے جو فرمایا تو لگے فتوے نکلنے۔۔۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاتمیت زمانیہ کے ساتھ خاتمیت رتبہ بھی ثابت ہے تو معلوم ہوا کہ تمام کمالات حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہیں اور دوسرے انبیاء ان میں آپ سے مستفید ہیں۔

(وعظ الرفع والوضع، ص:۲۱، ۲۳)

خاتم الانبیاء والمرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات حمیدہ اور اخلاق عالیہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ:

برو سبقت بر تمامی انبیاء
با خصال نیک احمد مجتبیٰ

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اخلاق عالیہ کی بنا پر تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے سالار ہوگئے۔

۱۲:۔۔۔ حضرت حکیم الامت المہند علی المفند کی اس تحریر پر کہ: ”ہمارے سردار و آقا اور شفیع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا: ”ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین“ اور یہی ثابت ہے بکثرت احادیث سے جو معناً حد تواتر کو پہنچ گئیں اور نیز اجماع امت سے۔ سو حاشا کہ ہم میں سے کوئی اس کے خلاف کہے، کیونکہ جو اس کا منکر ہے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے اس لئے کہ منکر ہے نص صریح قطعی کا۔“

اس عقیدہ پر حضرت حکیم الامت کے دستخط موجود ہیں، آپ لکھتے ہیں: ”میں اس کا مقر اور معتقد ہوں اور افتراء کرنے والوں کا معاملہ اللہ کے حوالہ کرتا ہوں۔ میں ہوں اشرف علی تھانوی حنفی چشتی! اللہ خاتمہ بخیر فرمائے۔ آمین“

(المہند علی المفند، ص:۲۷۴)

(جاری ہے)

اعصاب اور مردانہ امراض کیلئے بہترین آزمودہ نسخہ
مکمل علاج، مکمل خوراک
قیمت 3000 روپے
وزن 600 گرام
فیصل
معجون قوتِ اعصاب زعفرانی
33 اجزاء کا اکسیر مرکب

☆ خوشگوار زندگی کے لمحات مزید پرکیف
☆ اعضائے خاص کی تمام بیماریوں میں مفید
☆ قوت خاص اور امساک کے لئے نادر نسخہ
☆ ہضم کی درستگی اور پیدائش خون میں اضافہ کا ضامن
☆ جریان، احتلام، ہڈیوں، پٹھوں کی کمزوری اور تھکاوٹ کیلئے مفید
33 اجزاء

معجون تسکین دل
دل کے تمام امراض کے لیے مفید ہے
دل کے درد، شریانوں کی بندش، دل کی کمزوری، دل کی گھبراہٹ
دل کا بے ترتیب اور تیز چلنا، بلڈ پریشر کا کم یا زیادہ ہونا
اور دل کے دیگر امراض کی اصلاح کرتا ہے۔
قیمت 1200 روپے
جگر و معدہ کی اصلاح کر کے نیا خون پیدا کرتا ہے۔
وزن 500 گرام
عام جسمانی کمزوری میں بھی انتہائی موثر اور مفید ہے۔

پاکستان بھر میں فری ہوم ڈلیوری
0314-3085577

فیصل FOODS ستارہ پلازہ ڈی گراؤنڈ پیپلز کالونی فیصل آباد

فرما گئے یہ ہادی
تاجدار ختم نبوت ﷺ زندہ باد
لا نبی بعدی
سالانہ
تحفظ ناموس رسالت و ختم نبوۃ کانفرنس
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
عظیم الشان
تاریخی
فقید المثال
ان شاء اللہ تعالیٰ بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے۔
18 اپریل 2016ء بروز پیر بعد نماز مغرب
مرکزی جامع مسجد کبیر نزد ریلوے اسٹیشن نواب شاہ
مہمان خصوصی
حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری
ملتان
شہنشاہ خطابت شاہین ختم نبوت
حضرت مولانا اللہ وسایا
ملتان
مفتی حفیظ الرحمن صاحب
خطیب پاکستان
قاضی احسان احمد
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کراچی
قاری کامران احمد
حیدرآباد
حضرت مولانا قاری محمد امجد مدنی
حضرت مولانا تجمل حسین
حافظ زین العابدین جلالی
حافظ محمد اطہر جلالی
محمد انیس
محمد اکمل
عبدالکریم
محمد یونس
حزب اللہ
سراج احمد
عبدالستار
عبداللہ
نیاز احمد
علی اصغر
محمد تصور
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ نواب شاہ
0302-6961841
0331-3378871

اسلام زندہ باد

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

تاجدار ختم نبوت زندہ باد

بفیضان نظر
حضرت مولانا خواجہ خواجگان
خواجہ **خان محمد** رحمۃ اللہ علیہ

بتاریخ **17 اپریل 2016ء** بروز **اتوار** صبح 10 بجے تا نماز ظہر

تحفظ ختم نبوت علماء کنونشن

تمام علماء دین سے بھرپور شرکت کی درخواست ہے۔

بمقام گلستان **JPSD** ہال نزد عسکری ون بلاک 8 چوہدری خلیق الزماں روڈ دہلی کالونی کراچی

زیر سرپرستی
رئیس المحدثین، استاد العلماء
حضرت مولانا ڈاکٹر **عبدالرزاق اسکندر** صاحب مدظلہ
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا **عزیز الرحمن** جالندھری صاحب مدظلہ
یادگار اسلاف، مظہر ختم نبوت
مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

قائد کراچی
حضرت قاری **محمد عثمان** صاحب مدظلہ
نائب امیر جمعیت علماء اسلام صوبہ سندھ

زیر صدارت
نمونۂ اسلاف
حضرت مولانا **محمد اعجاز مصطفیٰ** صاحب مدظلہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی

زیر نگرانی
خطیب ختم نبوت
حضرت مولانا **قاضی احسان احمد** صاحب مدظلہ
مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

شاہین ختم نبوت، مناظر اسلام
حضرت مولانا **اللہ وسایا** صاحب مدظلہ
مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی

021-32780337
021-32780340

پشاور پرنٹرز
0315-3796371
0331-3796371